ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ٦ جمعۃ المبارک ۲۲/ جنوری ۱۹۹۹ء شمارہ ۴

۴/ شوال ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۲۲/ صلح ۱۳۷۸ ہجری شمسی


## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

## بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کُنجی صرف دعا ہی ہے

### اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے

"......... میں تو یہاں تک بھی کہتا ہوں کہ اس بات سے مت رُکو کہ نماز میں اپنی زبان میں دعائیں کرو۔ بیشک اردو میں، پنجابی میں، انگریزی میں، جو جس کی زبان ہو اسی میں دعا کرے۔ مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو اسی طرح پڑھو۔ اُس میں اپنی طرف سے کچھ دخل مت دو۔ اس کو اسی طرح پڑھو اور معنے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اسی طرح ماثورہ دُعاؤں کا بھی اسی زبان میں التزام رکھو۔ قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد جو چاہو خدا تعالیٰ سے مانگو اور جس زبان میں چاہو مانگو۔ وہ سب زبانیں جانتا ہے، سنتا ہے، قبول کرتا ہے۔

اگر تم اپنی نماز کو باحلاوت اور پُر ذَوق بنانا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اپنی زبان میں کچھ نہ کچھ دُعائیں کرو۔ مگر اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ نمازیں تو ٹکریں مار کر پوری کر لی جاتی ہیں پھر لگتے ہیں دُعائیں کرنے۔ نماز تو ایک ناحق کا ٹیکس ہوتا ہے۔ اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ نماز خود دُعا کا نام ہے جو بڑے عجز، انکسار، خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دُعا ہی ہے..........

.......... میں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں۔ کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گزری جا رہی ہے، غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے"۔

(ملفوظات جلد پنجم، طبع جدید صفحہ ٦٦٠، ٦٦١)

## مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ رمضان المبارک میں درس القرآن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے چنانچہ اس ہفتہ کے درس القرآن کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲/ جنوری ۱۹۹۹ء:

آج کا درس سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱۴ سے شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتے تو ایک گروہ نے ارادہ کر لیا تھا کہ تجھے ہلاک کر دے۔ اور وہ اپنے سوا کسی کو ہلاک نہیں کرتے۔ اور تجھے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اللہ نے تجھ پر حکمت اور کتاب اتاری ہے اور جو کچھ تُو نہیں جانتا تھا تجھے سکھایا ہے اور تجھ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اس آیت کا آغاز اور اختتام دونوں لفظ فضل سے ہوتے ہیں اور اختتام والا فضل تو بہت عظیم الشان اور آیت کا مرکزی نقطہ ہے۔ حضور نے بتایا کہ ھَمّ کے مختصر معنی یہ ہیں کہ کسی بات کا دل میں پکا ارادہ کرنا اور اس پر عمل کرنا۔ آنحضرت ﷺ کو یقین دلایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے کوئی بھی کبھی بھی آپؐ کو کوئی ضرر پہنچانے یا صراط مستقیم سے ہٹانے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ تُو صراط مستقیم کا بادشاہ ہے اور تجھے ایک ذرہ بھی ٹھیک راستے سے ہٹنے نہیں دیا جائے گا۔ تُو کائنات میں ہدایت کا مرکز ہے اور تیرے پیچھے انبیاء کی لائن لگی ہوئی ہے۔ ضرر کے تمام امکانات سے آنحضرتؐ کی حفاظت کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَم کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے تجھے وہ علوم سکھائے جو تو نہیں جانتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں یہ نکتہ بیان فرمایا کہ تو حاصل کر بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ آپؐ کے پاس حصول علم کے ذرائع نہ تھے اور کبھی کوئی تعلیم حاصل نہ کی تھی۔ محض خدا کے فضل کی وجہ سے علوم پر آپؐ کو بادشاہی بخشی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ اِس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت بھی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ ہی کی مرہون منت ہے۔ حضور انور نے اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں قیامت تک مقبول ہیں۔ ہر دور میں آپؐ کی مقبول دعائیں اس بات کی گواہ ہیں کہ ایک خدا ہے اور قریب کا خدا ہے

### دعا کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ اس طرح خدا تعالیٰ کی باتوں کا جواب دیں جس طرح حضرت محمدؐ رسول اللہ نے دیا اور ویسا ایمان لائیں جیسا محمدؐ رسول اللہ ایمان لائے تھے

### دعا اور قبولیت دعا کے طریق سے متعلق آیت قرآنی، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں اہم نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۸/ جنوری ۱۹۹۹ء)

لندن (۸/ جنوری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْب.......... الخ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ آج رات سے رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے اور اس عرصہ میں اعتکاف بیٹھنے والے خالصۃً اللہ کی محبت میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ حضور نے تمام جماعت کی طرف سے دنیا بھر میں اعتکاف بیٹھنے والے احمدیوں کو دعا کے لئے تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم بھائیوں کو بھی یاد رکھیں اور جماعت کے عمومی مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی دعا کریں۔ خدا کرے یہ اعتکاف نہ صرف ان کا مقدر جگائے بلکہ ساری جماعت کے مقدر بھی جگا دے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ خاص قبولیت کے دن ہیں۔ آخری عشرہ رمضان المبارک کا معراج ہے۔ انہی دنوں میں سے ایک دن لیلۃ القدر بھی ہو گی۔ حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیت کریمہ کے متعلق فرمایا کہ دعا کے مضمون پر یہ بہت جامع مانع آیت ہے۔ اللہ کی ہستی کا اس میں قطعی و دائمی ثبوت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے فرماتا ہے کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تُو بتا دے کہ میں قریب ہوں۔ حضور نے فرمایا یہ اس لئے کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ خدا کی ہستی کا ثبوت تھے۔ جب بھی آپؐ نے دعا کی اور جس رنگ میں کی وہ دعا ضرور قبول ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ اس جگہ "الدّاع" سے مراد حضرت محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس داعی محمدؐ رسول اللہ کی دعائیں سنتا ہوں جب بھی مجھے پکارتا ہے۔ میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔ آنحضرتؐ کی دعائیں قیامت تک مقبول ہیں۔ ہر دور میں آپؐ کی دعائیں اس بات کی گواہ ہیں کہ ایک خدا ہے اور قریب کا خدا ہے۔ آپؐ کی ذات میں ہم خدا کو

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

کامفصل موازنہ بیان فرمایااور یہ بھی فرمایا کہ جتنے انبیاء شروع سے آخر تک گزرے ہیں جو بھی روحانی عظمتیں اور صلاحیتیں ان کو نصیب ہوئیں وہ سب آنحضرت ﷺ کو بدرجہ اتم عطا کی گئیں جس کی طرف فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً اشارہ کرتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ آیت اسلامی تعلیمات کی شان بیان کرنے کا مرکزی نکتہ ہے۔

آیت نمبر ۱۱۵ کی تشریح میں صدقہ کی تعریف احادیث کی رو سے یوں بیان ہوئی کہ تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر کانٹے اور ہڈی اٹھانا صدقہ ہے۔ اپنے ڈول سے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔ کوئی کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھے یہاں تک کہ خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔ طعنے کا جواب طعنے سے نہ دینا انسان کے صبر اور نیکی کی آزمائش ہے۔ جانور کو گالی نہ دینا بھی صدقہ ہے۔ آیت کے آخر میں نجویٰ یعنی اپنی مخفی کمیٹیوں میں رضاء الٰہی کے حصول اور اصلاح بین الناس کرنے والوں کے لئے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ مخفی کمیٹیوں کے سلسلے میں حضور انور نے بہت سی احتیاطوں کا ذکر فرمایا کیونکہ ان سے فتنے اور ذاتی منفعتوں کے دروازے کھل سکتے ہیں۔

## اتوار، ۳ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج سورۃ النساء آیت ۱۱۶ تا ۱۱۸ کا درس ہوا۔ ان آیات کی تشریح میں ابن جریر اور زمخشری کے مسالک پر روشنی ڈالنے کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج کل کے زمانے میں ایک بیرونی دشمن اسلام تو وہیری ہے اور مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے صحابہ پر حملے کرنا اور مسلمانوں میں انشقاق کا جھنڈا میر احمد علی نے اٹھا رکھا ہے جس نے انگریزی میں تفسیر لکھی ہے۔ یہ کنونٹ سکول کا پروردہ شخص ہے۔ اس کے خمیر میں پادریوں نے اسلام دشمنی گھول دی ہے اور چرچ سے بہت متاثر ہے۔ میر احمد علی صحابہ پر بھی حملے کرتا ہے۔ جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم وَ رَضُوا عَنْه فرمایا۔

آیت نمبر ۱۱۷ کی تفسیر میں لغات سے حضور انور نے لفظ ضآل کے معنی بتائے کہ اس کے معنے کسی لگن میں کھو جانے کے بھی ہیں جیسے آنحضرتؐ کے بارہ میں آیا ہے وَوَجَدَكَ ضَآلاً فَهَدٰى۔ اس میں عاشق کے عشق کا استغراق ظاہر کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۱۱۸ میں حق کے دشمن کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حملہ کر کے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور کمزور ایمان والے بھٹک جاتے ہیں۔ اِنٰثاً سے مراد مورتیاں یا ایسی چیزیں ہیں جن کا کوئی وجود نہیں۔ مَرِيْداً کے لغوی معنی حضور نے مفصل بتائے۔ مراد یہ ہے کہ شیطان خود اپنی عبادت کروانے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

آج سوال و جواب کا بھی دن تھا چند سوالات درج ذیل ہیں :

☆......لوگ کہتے ہیں میں نے اتنی دفعہ قرآن مجید ختم کیا لیکن ترجمہ نہیں سمجھتے تو اس کا کیا فائدہ ؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ ناظرہ پڑھنے والوں کو بھی ثواب ہوگا۔ ہر ایک کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا۔

☆...... آنحضرتؐ کا مقام تو بہت بلند ہے۔ ہماری ملاقات ان سے کیسے ہوگی ؟ حضور انور نے فرمایا ملاقات تو ہوگی اور درجے جو لامتناہی ہیں وہ بھی قائم رہیں گے۔

چند اور سوالات بھی ہوئے جن کے جوابات حضور انور نے ارشاد فرمائے۔

## سوموار، ۴ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج سورۃ النساء کی آیت ۱۱۸ کا درس جاری رہا جس میں ذکر ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے مگر مورتیوں کو اور کسی کو نہیں پکارتے مگر سرکش شیطان کو۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت کے معنی میں وہیری نے اس قدر غلط بیانی اور ظلم سے کام لیا ہے کہ اس کے اندرونی گند کو ظاہر کرنا ازحد ضروری ہے۔ حضور انور نے وہیری کے تفصیلی حوالہ جات پڑھے جن کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ نعوذباللہ آنحضرت ﷺ ہر وقت شیطان سے خوفزدہ رہتے تھے کہ کہیں ان پر قبضہ نہ کر لے اور آخر کر ہی لیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس کو تکلیف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے توحید کو دنیا میں اتنے زور سے قائم فرمایا لیکن وہیری کہتا ہے کہ یہ صرف توہمات اور جن بھوتوں کو ماننے والے تھے اور ان کا شکار ہو چکے تھے۔ اور یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ نے توحید کو استعمال کر کے خدا کا بھیس بدل لیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ شخص اتنا بہکا ہوا ہے اور سوائے بدتمیزی کے اس کا کوئی مقصد نہیں۔ وہیری نے اپنی تفسیر میں ولیم میور اور بوسورتھ سمتھ کا بھی ذکر کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ Bosworth دیانت دار ہے اور آنحضرتؐ سے محبت کرتا تھا اور جانتا تھا کہ آپ ایک عظیم شخصیت تھے۔ سب سے زیادہ گندہ حملہ کرنے والے دشمن امریکن پادری ہیں۔ ان میں کوئی بھی ٹھیک آپ کو نہیں ملے گا۔ غالباً اس لئے کہ آخری زمانے میں دجالیت کا جھنڈا امریکہ نے ہی اٹھانا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انگریز پادریوں میں نیک اور عدل پسند بھی ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے لئے دعا کی۔ امریکہ کے مقدر میں اب ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہ شیطان مَرِيْد ہیں جن کی ہلاکت کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم ان کو پورا ہوتے دیکھیں یا نہ دیکھیں لیکن احمدی نسلیں ضرور دیکھیں گی۔ اس لئے وہ جہاد جس کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ نے کیا اور جس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ؎

ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی ☆ آغاز تو میں کر دوں انجام خدا جانے

اس انگلستان سے اب خدا ان جنگوں کا آغاز کر رہا ہے اور یہ واقعہ ہو کر رہنے والا ہے۔

وہیری کی کفارہ کے متعلق باتوں کی حضور انور نے دلائل سے دھجیاں اڑائیں اور فرمایا کہ ان کی سازشوں کے نتیجہ میں دنیا کے پادریوں نے یہی پالیسی اختیار کی ہے کہ آنحضرتؐ کو توحید کے لباس میں مشرک اور بُت گر ثابت کیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہیری تو مر چکا ہے اب اس کا تذکرہ چہ معنے دارد ؟ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ شیطان کے چیلے مرا نہیں کرتے۔ حضور نے فرمایا اس کے چیلے سن رہے ہونگے اور اس بدبخت کی روح بھی بے چین ہو رہی ہوگی۔

آنحضرتؐ کی وحی کے بارے میں قرآنی آیات کے حوالے سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بھی محمدؐ کی وحی کو اچکنے کی کوشش کرے گا اس کے پیچھے شہاب مبین لگاؤں گا۔ اور آج کے زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ سب سے بڑے شہاب ہیں اور آپؑ کی غلامی میں ہم سب بھی شہاب ہیں اور بڑی اور چھوٹی طاقتوں کے وسوسوں اور فتنوں سے بچنے کی توفیق کا سہرا حضرت مسیح موعودؑ کے سر باندھا گیا ہے کیونکہ یہ الساعۃ کا زمانہ ہے اور اس الساعۃ میں ہی مسیح موعودؑ نے ان کے دجل کو تباہ کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو آنحضرت ﷺ کو وہمی، توہم پرست اور ڈرنے والے بتایا جاتا ہے ان سب کا جواب تو غار حراء ہے جہاں آج بھی لوگ جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ یہاں بیٹھ کر آپ کئی کئی دن یاد خدا کیا کرتے تھے۔ حضور نے بائبل سے یسوع مسیح کے بدروح وغیرہ نکالنے کے حوالجات پڑھے اور فرمایا کہ ہم قرآن مجید کی تعلیم کے رو سے حضرت مسیحؑ کو ان شیطانوں سے پاک مانتے ہیں ورنہ بائبل تو مجموعہ تضادات ہے۔

## منگل، ۵ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج بھی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱۸ ہی جاری رہی۔ تفسیر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ بدروحوں کا جو تصور عیسائیوں پر چھایا ہوا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک بھی مسلمانوں پر نہیں ہے۔ حضور نے متی سے گونگی بدروح کے بارے میں حوالہ پڑھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیحؑ نے خود ثابت کر دیا کہ ۱۲ حواری کچھ نہ کر سکے۔ حضور نے فرمایا کہ عیسائیت کی بنیاد لغو کہانیوں پر ہے۔ صرف وہی عیسائیت زندہ رہنے کے قابل ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ روح القدس مسیح پر حاوی رہا اور اسے بھگاتا پھرا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا مسلک یہ تھا کہ جب عیسائیوں نے آنحضرت ﷺ پر زبان طعن دراز کی تو آپ نے ان کے فرضی مسیح یعنی یسوع کا بے بنیاد ہونا ثابت کیا اور حضور نے قرآن مجید میں بیان شدہ مسیحؑ کی عزت قائم کی۔ فرضی عیسائیت کی تارپود بکھیرنے کے لئے سورۃ المائدہ کی آیت ۱۸ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ......... الخ کافی ہے۔ حضور نے فرمایا خدا اکیلا ہے تو بیٹا کہاں سے پیدا ہوا۔ وَلَم تكُن له صَاحبة جبکہ بیوی تو اس کی ہے نہیں۔ اس توہمات کی دنیا اور شیطانی وسوسوں نے مسیح کے نام کو بدنام کر دیا ہے۔ حضور نے عیسائیوں کے توہمات انسائیکلوپیڈیا سے پڑھ کر سنائے۔ عیسائی اثر کے نتیجے میں جب عیسائیت عروج پر تھی تو اسوقت سیاہ بلیوں کو منحوس سمجھا جانے لگا۔ شیطان نچلا تو بیٹھ نہیں سکتا۔ کبھی چمگادڑ کا روپ بھی دھار لیتا ہے۔ چمگادڑ کو موت کا پیغامبر سمجھا جانے لگا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے یہ تمام تشریح اس لئے کی کہ وہیری آنحضرت ﷺ کو وہمی اور آسیب زدہ قرار دیتا تھا۔ (نعوذباللہ من ذلک)۔ توہمات کی عیسائیت کی لمبی کہانی دنوں اور تاریخوں پر بھی حاوی تھی۔ مثلاً جمعہ کا دن اچھا نہیں۔ کیونکہ آدم کو جنت سے جمعہ کے دن نکالا گیا۔ طوفان نوح کا آغاز جمعہ کے دن ہوا۔ سلیمان کا ہیکل جمعہ کے دن منہدم کیا گیا۔ عیسیٰ کو جمعہ کے دن مصلوب کیا گیا اس لئے جمعہ کے دن کی پیدائش اچھی نہیں سمجھی جاتی۔ ملازمت جمعہ سے نہیں شروع کرنی چاہئے۔ ناخن جمعہ کے روز نہیں کاٹنے چاہئیں۔ بیمار پرسی اور سفر بھی جمعہ کے دن نہ شروع کریں وغیرہ۔ حضور نے پر شوکت الفاظ میں فرمایا کہ مزعومہ عیسائیت کی زنجیر اتار پھینکیں تو انکے حق میں بہتر ہوگا۔ اسی طرح ان کا وہم ہے کہ ۱۳ کا عدد اس لئے منحوس ہے کہ ۱۲ witchs اور ۱۳ واں شیطان ہے۔ یہ یسوع کے ساتھ منسلک فرضی تصورات ہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ جو کھبا ہے (یعنی بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا) وہ شیطان کا نمائندہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ شیعہ اور عیسائی ایسی بے بنیاد باتوں میں بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ حضور نے شیعہ تاریخ سے بھی بعض مثالیں پڑھ کر سنائیں اور فرمایا کہ ان بدقسمت مسلمانوں کو اتنی توفیق نہیں کہ احمدی جو تمام دنیا میں اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اسی طرح یہ بھی اٹھیں اور اسلام کی خدمت کریں۔ یہ اسلام کے دشمنوں کو غلط مواقع مہیا کرتے ہیں اور اس سلسلے میں شیعہ فرقہ کے سرغنہ میر احمد علی کی سوانح حیات سے اقتباس پڑھ کر سنائے۔ حضور انور نے اس سلسلے میں فرمایا کہ ان سب میں مارماڈیوک پکتھال کا ترجمہ قابل تعریف ہے۔

آیت نمبر ۱۱۹ کے ضمن میں حضور نے نَصِيْباً مَّفْرُوْضاً کی لغوی بحث کی اور اس آیت کے مضامین پر روشنی ڈالی۔

## بدھ، ۶ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج سورۃ النساء آیت ۱۲۰ تا ۱۲۳ کا درس ہوا۔ شیطان نے کہا تھا کہ میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ضرور ان کی امیدیں خاک میں ملاؤں گا اور ضرور ان کو حکم دوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان کاٹیں۔ اسی طرح خواہش کروں گا کہ وہ مخلوق خدا میں تبدیلی کریں۔......... حضور انور نے وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ کے حل لغات کی رو سے مثبت اور منفی معنی بتائے اور فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ کی دلچسپ تشریح فرمائی کہ عربوں کے ہاں پرانا دستور تھا کہ وہ شرک کی خاطر جانوروں کے کان چھید ڈالتے تھے یا زخم لگا دیتے تھے تاکہ سب کو معلوم رہے کہ ان کا گوشت کھانا حرام ہے اور وہ بتوں کے لئے خاص ہیں۔ اور خلق اللہ میں تبدیلی کے سلسلے میں یہ ایک ایسے فعل کا آغاز ہے جس نے بڑھتے بڑھتے اس دور پر

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

# قبولیت دعا کے طریق

## (نمبر ۲)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ر جولائی ۱۹۱۶ء میں تشہد تعوذ و سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیتِ قرآنی کی تلاوت کی

وَاِذَاسَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيْبٌ ـ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ. (البقرہ :۱۸۷)

اور پھر فرمایا :

"بہت سی باتیں بظاہر ہلکی اور چھوٹی نظر آتی ہیں اور جن لوگوں نے ان کے فوائد سے محروم رہنا ہوتا ہے وہ ان کو بے حقیقت اور معمولی سمجھ کر ان پر سے اندھوں کی طرح گزر جاتے ہیں ۔ لیکن ان پر عمل کرنے سے بہت بڑے اور اعلیٰ درجہ کے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھو سارے پڑھے لکھے آدمی خط لکھتے ہیں لیکن سب کا خط خوبصورت نہیں ہوتا۔ لکھنے والی قلم، سیاہی اور کاغذ ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔ پھر ہاتھ بھی ایک ہی ایسا ہوتا ہے۔ وہی پانچوں انگلیاں سب کی ہوتی ہیں جو ایک خوشنویس کی ہوتی ہیں۔ ایک ہی طرح کے گوشت ہڈیوں اور نسوں سے بنی ہوتی ہیں ۔ مگر جب ایک لکھتا ہے تو ایسا خوبصورت کہ دیکھنے والے کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ دونوں خطوں میں بڑا فرق ہوتا ہے اور دونوں کا اپنے اپنے رنگ میں بڑا اثر پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے اعلیٰ اور عمدہ خط کی طرف انسان کی طبیعت خود بخود کھنچتی ہے۔ گو میرا اپنا خط کوئی ایسا اچھا نہیں۔ لیکن میری ڈاک میں جو خط اچھے لکھے ہوتے ہیں ان کو میں پہلے پڑھتا ہوں تاکہ آسانی سے پڑھ سکوں اور جو مشکل سے پڑھے جاتے ہیں ان کو بعد میں پڑھتا ہوں۔ تو خوبصورت خط کا ایک فوری اثر ہوتا ہے۔ لیکن جانتے ہو خط کی خوبصورتی کہاں سے آتی ہے۔ اگر کہو کہ ہاتھ سے تو ہاتھ تو سب کے ہوتے ہیں۔ اگر کہو قلم سے تو قلم بھی تو سب کے پاس ہوتی ہے۔ اگر کہو سیاہی سے تو سیاہی بھی تو ہر ایک رکھتا ہے۔ اور اگر کہو کاغذ سے تو کاغذ بھی ہر ایک کے پاس ہوتا ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے جس کی موجودگی دوسرے کے خط کو بدصورت اور بدنما بنا دیتی ہے۔ یہ دراصل ایک معمولی سی حرکت اور خفیف سا پیچ ہوتا ہے اگر اس کے متعلق کوئی خوشنویس بتائے تو سننے والا حیران ہو کر کہہ دے گا کہ کیا اس ذرا سی حرکت کے نتیجہ میں ایسا اعلیٰ نتیجہ ہو جاتا ہے۔ لیکن دراصل بات تو یہی ہے کہ نہایت خفیف سی حرکت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بہت خوبصورت خط ہوتا ہے اور اسی کی کمی سے بڑا بدصورت نظر آتا ہے۔ اس حرکت کو جاننے والے بڑے بڑے اعلیٰ درجہ کے خوشنویس گزرے ہیں ۔ ہندوستان میں ایک خوشنویس تھا جب کوئی فقیر اس کے پاس مانگنے کے لئے آتا اور وہ اس پر مہربان ہوتا تو اسے ایک حرف لکھ کے دے دیتا۔ اس کا ایک حرف آسانی سے ایک روپیہ کو بک جاتا۔ جس طرح آجکل قطعے نمائش کے لئے لگائے جاتے ہیں اسی طرح اس کے ایک ایک حرف کو زینت کے طور پر لوگ لگاتے تھے لیکن اس میں کوئی نئی چیز نہیں تھی ۔ صرف ہاتھ کی حرکت ہی تھی جو اس کے خط کو خوبصورت کر دیتی تھی ۔ اس کو اگر وہ بیان کرتا تو ہر ایک اس بات کو نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اتنی سی معمولی حرکت سے ایسا خوبصورت حرف کس طرح لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن خوبصورتی کا باعث وہی حرکت تھی۔

تمام پیشوں کا یہی حال ہے۔ ایک ہی لکڑیاں چیرنے والا آرہ۔ اور ایک ہی طرح کے سب آدمی ہوتے ہیں مگر ایک کی بنائی ہوئی چیز ایسی عمدہ ہوتی ہے کہ انسان اُس کی طرف سے آنکھیں نہیں ہٹانا چاہتا۔ اور دوسرے کی ایسی ہوتی ہے کہ دیکھ کر منہ پھیر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے تو لکڑی کو ہی خراب کر دیا ہے۔ ان دونوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں اتنا فرق پیدا کرنے والی بھی ایک حرکت ہی ہوتی ہے ۔ جسے اگر بیان کیا جائے تو سننے والا حیران رہ جائے کہ یہ اس بات کا موجب کس طرح ہو سکتی ہے۔ اسی طرح کھانا پکانے والے ہیں ۔ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا پکاتا ہے کہ اگر انسان کو بھوک نہ بھی ہو تو بھی دیکھ کر اشتہاء پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک ایسا پکاتا ہے کہ اگر سخت بھوک لگی ہوئی ہو تو بھی کھانا دیکھ کر بند ہو جاتی ہے ۔ اگر اس اچھا کھانا پکانے والے سے پوچھا جائے کہ تم نے کس طرح پکایا ہے تو یہ نہیں ہوگا کہ وہ ترکیبوں اور احتیاطوں کے کوئی دو تین صفحے لکھا دے گا بلکہ یہی کہے گا کہ جس طرح سب لوگ پکاتے ہیں اسی طرح میں نے بھی پکایا ہے۔ میں کوئی نئی ترکیب تو نہیں جانتا۔ یا اگر زیادہ کرے گا تو یہ کہہ دے گا کہ نمک مرچ اس طرح ڈالتا ہوں، مسالہ اس طرح بھونتا ہوں، آگ اس قدر جلاتا ہوں وغیرہ۔ ان باتوں کو سن کر پوچھنے والا سمجھے گا کہ یہ مجھ سے دھوکہ کر رہا ہے اور اصل بات نہیں بتاتا۔ اس طرح تو میں پہلے ہی کرتا ہوں لیکن اصل اور درست بات وہی ہوتی ہے جو وہ بتا رہا ہوتا ہے۔ یہی حال عمارت بنانے والوں کا ہے ۔ یہی علم پڑھانے والوں کا ہے ۔ ایک مدرس کی بات بہت کم طالبعلم سمجھتے ہیں۔ لیکن دوسرے کی ہر ایک سمجھ جاتا ہے۔ اس کو بیان کرنے کی ایک معمولی مشق ہوتی ہے اسے اگر وہ بیان کرے تو لوگ بہت معمولی سمجھیں۔ اسی طرح اور کئی باتوں کو معمولی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہی معمولی باتیں بہت بڑے نتائج پیدا کرنے کا موجب ہو جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے میں نے سنا۔ آپ کسی عورت کا قصہ بیان فرماتے کہ اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ وہ لڑائی پر جانے لگا تو اس نے اپنی ماں کو کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میں اگر واپس آؤں تو تحفہ کے طور پر آپ کے لئے لیتا آؤں۔ اور آپ اسے دیکھ کر خوش ہو جائیں۔ ماں نے کہا اگر تو سلامت آ جائے تو یہی بات میرے لئے خوشی کا موجب ہو سکتی ہے۔ لڑکے نے اصرار کیا اور کہا آپ ضرور کوئی چیز بتائیں۔ ماں نے کہا اچھا اگر تم میرے لئے کچھ لانا چاہتے ہو تو روٹی کے جلے ہوئے ٹکڑے جس قدر زیادہ لا سکو لے آنا۔ میں انہی سے خوش ہو سکتی ہوں۔ اس نے اس کو بہت معمولی بات سمجھ کر کہا کہ کچھ اور بتائیں۔ لیکن ماں نے کہا بس یہی چیز مجھے سب سے زیادہ خوش کر سکتی ہے۔ خیر وہ چلا گیا۔ جب وہ روٹی پکاتا تو جان بوجھ کر اسے جلاتا۔ تا جلے ہوئے ٹکڑے زیادہ جمع ہوں۔ روٹی کا اچھا حصہ تو خود کھا لیتا اور جلا ہوا حصہ ایک تھیلے میں ڈالتا جاتا۔ کچھ مدت کے بعد جب گھر آیا تو اس نے جلے ہوئے ٹکڑوں کے بہت سے تھیلے اپنی ماں کے آگے رکھ دئے۔ وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس نے کہا۔ اماں! میں نے آپ کے کہنے پر عمل تو کیا ہے مگر مجھے ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ یہ کیا بات تھی ۔ ماں نے کہا اس وقت جب تم گئے تھے اس کا بتانا نامناسب تھا اب میں بتاتی ہوں اور وہ یہ کہ بہت سی بیماریاں انسان کو نیم پختہ کھانا کھانے کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہیں۔ میں نے جلے ہوئے ٹکڑے لانے کے لئے اس لئے کہا تھا کہ تم ان ٹکڑوں کے لئے روٹی کو ایسا پکاؤ گے کہ وہ کسی قدر جل بھی جائے گی۔ جلی ہوئی کو رکھ دو گے اور باقی تم کھا لو گے۔ اس سے تمہاری صحت بہت اچھی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یہ کیا چھوٹی سی بات تھی لیکن درحقیقت اس کے بچے کو بچانے کا موجب ہو گئی۔ سپاہی چونکہ جلدی جلدی کھانا پکا کر کھاتے ہیں اور اس طرح اکثر کچارہ جاتا ہے اس لئے انہیں پیچش اور محرقہ وغیرہ امراض اکثر لاحق رہتی ہیں۔ اس کی ماں نے ایسی بات بتائی جو بظاہر تو معمولی تھی مگر جب اس نے اس پر عمل کیا تو بہت بڑا فائدہ اٹھایا یعنی اس سے اس کی صحت سلامت رہی۔

یہ میں نے تمہید کیوں بیان کی ہے اس لئے کہ جو کچھ میں نے پچھلے جمعہ کو بیان کیا تھا اور جو آج کرنے لگا ہوں وہ بظاہر سننے میں بہت معمولی معلوم ہوا ہوگا۔ اگر وہ ایسا ہی معمولی ہے جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ خوبصورت لکھنے والے، عمدہ اشیاء بنانے والے، اعلیٰ کھانا پکانے والے کے ہاتھ کی حرکت ہے۔ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں وہ کوئی خاص گر جانتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے پاس بھی وہی گر ہوتا ہے مگر وہ استعمال نہیں کرتے۔ اس لئے ان کی دعائیں رڈ کی جاتی ہیں۔ اور جو استعمال کرتے ہیں ان کی قبول کی جاتی ہیں۔ پس تم لوگ ان کو معمولی نہ سمجھو وہ گو معمولی نظر آتی ہیں مگر نتائج اعلیٰ رکھتی ہیں۔ جب تم ان باتوں کو سنو گے جو اَب میں سنانا چاہتا ہوں تو کہو گے کہ یہ معمولی باتیں ہیں ان کو ہم بھی جانتے ہیں مگر جاننا اور بات ہے اور عمل کرنا اور بات ۔ غیر احمدی کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہو کر کیا آئے جس دن سے آئے ہیں اسی دن سے لوگوں پر ہلاکت اور تباہی آ رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں ان کا آنا ہلاکت اور تباہی سے نہیں بچا سکتا بلکہ اُن کا ماننا بچاتا ہے۔ پس ہمیں یہ بتایا جائے کہ کتنوں نے آپؑ کو مانا ہے۔ جب آپ کو مانتے نہیں تو پھر تباہیوں سے کس طرح بچیں۔ تو کسی بات کا جاننا یا زبانی ماننا اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں دیتا جب تک کہ اس پر عمل نہ کیا جائے۔

گزشتہ جمعہ میں میں نے دعا کے قبول ہونے کے لئے دو باتیں بتائی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ انسان اپنے اعمال میں پاکیزگی پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کے ہر ایک حکم کو بجا لائے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس سے انسان خوش ہوتا ہے اس کو انعام دیتا ہے اسی طرح جس پر خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے اسی پر انعام کرتا ہے۔ اس طریق کو سن کر بعض لوگ کہہ دیں گے کہ یہ تو ایک بڑی بات ہے ہمیں پہلے اپنے اعمال کی درستی کے لئے ہی دعا کی ضرورت ہے کیونکہ دعا تو تب قبول ہوگی جبکہ اعمال درست ہونگے۔ اور اعمال اس وقت تک درست نہیں ہو سکتے جب تک کہ خدا تعالیٰ ہماری دستگیری نہ کرے اس لئے کوئی ایسی بات بتاؤ جس پر عمل کرنے سے ہمارے جیسے کمزور ایمان اور کمزور اعمال والے انسانوں کی دعائیں بھی قبولیت کا شرف حاصل کر سکیں۔ کیونکہ ہم کو بہ نسبت دوسروں کے بہت زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہمارے اعمال دعا کے ذریعہ درست اور مضبوط ہوں اور ہمیں کامل ایمان حاصل کرنے کی توفیق ملے۔ اس کے لئے میں آج چند ایسی باتیں بھی بیان کرتا ہوں جن کو ہر ابتدائی حالت والا انسان عمل میں لا سکتا ہے اور گو وہ معمولی نظر آتی ہیں لیکن درحقیقت بہت بڑی ہیں اور ان سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک بات تو وہ ہے جو گزشتہ خطبہ میں میں نے بتائی تھی کہ انسان دعا کرتے ہوئے اس بات پر کامل ایمان رکھے کہ میں خدا کے حضور سے کبھی ناامید نہیں ہوں گا اور کبھی تہی دست نہیں پھروں گا۔ لیکن اگر کوئی انسان دعا تو کرتا ہے مگر اس کا دل کہتا ہے کہ تیری دعا قبول نہیں ہوگی تو واقعہ میں اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ اس لئے ہر ایک انسان اس یقین سے دعا مانگے کہ خدا تعالیٰ ضرور سنے گا اور قبول کرے گا۔

### خدا کے بندوں کے دکھ دور کریں

دوسری بات یہ ہے کہ ہم انسانوں میں دیکھتے ہیں کہ ان کے جو پیارے ہوتے ہیں ان سے جو نیک سلوک کرتا ہے وہ بھی ان کی نظروں میں پیارا معلوم دینے لگ جاتا ہے ۔ مثلاً اگر کوئی ایک بچے کو ہلاکت سے بچائے تو اس بچے کے ماں باپ اس کے شکرگزار ہونگے اور اسے یہ نہیں کہیں گے کہ تو نے بچے کو بچایا ہے نہ کہ ہم کو کہ ہم تیرے مشکور ہوں۔ تو یہ محبت کا تقاضا ہے کہ جو چیز کسی کی محبوب ہوتی

ہے تو جب اس کو کوئی فائدہ پہنچائے یا اس کی نسبت کوئی اچھی بات کہے تو محبّ کے دل میں اس کی بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہی گُر دعا میں بھی انسان استعمال کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس سے بہت زیادہ محبت انسانوں سے ہوتی ہے جو بندوں کو بندوں سے ہوتی ہے۔ کیوں؟۔ اس لئے کہ محبت کی بنیاد تعلق پر ہوتی ہے۔ چونکہ بندوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ابتداء کے لحاظ سے بھی اور انتہا کے لحاظ سے بھی عارضی تعلق ہوتا ہے اس لئے ان کی محبت خواہ کتنی ہی زیادہ ہو پھر بھی خدا کی محبت سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی محبت دائمی اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ ایک جنگ میں آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ کفار کو شکست ہو چکی تھی۔ صحابہ قیدیوں کو، مال اسباب کو جمع کر رہے تھے۔ پکڑ دھکڑ شروع تھی کہ ایک عورت بھاگی بھاگی پھرتی نظر آئی۔ وہ جس بچہ کو دیکھتی اُسے پکڑ کر پیار کرتی اور پھر دیوانہ وار آگے چل پڑتی۔ اسی طرح چلتے چلتے اسے اپنا بچہ مل گیا جسے اس نے پکڑ کر چھاتی سے لگا لیا اور آرام سے بیٹھ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم نے اس عورت کو دیکھا اپنے بچہ کی محبت سے کس طرح بیتاب ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے بھی زیادہ محبت اور پیار ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی محبت انسانوں کی محبت سے بہت زیادہ ہے۔ پس جس طرح اگر کوئی کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو اس کے مُحِبّ کے دل میں اس کی بھی محبت اور الفت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اگر کوئی احسان، مروت اور رحم کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم کرتا ہے۔ تو دعاؤں کی قبولیت کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ کہ **جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور اس کے لئے دعا کرنی ہو تو اس وقت کسی ایسے انسان کے جو کسی قسم کے دکھ اور تکلیف میں ہو دکھ کو دور کر دیا جائے یا دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کے کسی بندے سے ایسا سلوک کرے گا تو اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کے دکھ کو دور کر دے گا** کیونکہ اس نے اس کے ایک بندہ کا دکھ دور کیا تھا، یہ بہت اعلیٰ طریق ہے۔ دعا کرنے سے پہلے کوئی ایسا شخص تلاش کرنا چاہئے جو کسی مصیبت اور تکلیف میں ہو خواہ وہ تکلیف جانی ہو یا مالی، عزت کی ہو یا آبرو کی، کسی قسم کی ہو۔ تم کوشش کرو کہ دور ہو جائے آگے دور ہو یا نہ ہو اس کے تم ذمہ دار نہیں ہو۔ تم اپنی ہمت اور کوشش کے مطابق زور لگا دو۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور جاؤ اور جا کر اپنے مدعا کے لئے دعا کرو۔ اس طریق کی دعا بہت حد تک قبول ہو جائے گی۔ تم خدا تعالیٰ کے کسی بندے کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے جس قدر توجہ کرو گے خدا تعالیٰ تمہاری تکلیف دور کرنے کے لئے اس سے بہت زیادہ توجہ فرمائے گا۔ اور کیا سمجھتے ہو کہ خدا تعالیٰ کی توجہ بھی بے نتیجہ ہو سکتی ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ ممکن ہے کہ تم جس انسان کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرو اس میں تمہیں کامیابی نہ ہو کیونکہ تم بندے ہو اور کسی بندے کے اختیار میں نہیں کہ جو کچھ کرنا چاہئے اس میں کامیاب بھی ہو جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی وہ ذات ہے کہ وہ جس بات کو کرنا چاہے وہ ضرور ہی ہو جاتی ہے۔ اس لئے تم کبھی یہ خیال مت کرنا کہ چونکہ تمہاری کوشش کامیاب نہیں ہوئی اس لئے خدا تعالیٰ بھی تمہاری دعا قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ تمہارا کام کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ ضرور ہو جائے گا۔ وہ ہر چیز کا خالق اور مالک ہے۔ جس طرح چاہتا ہے ان سے کام لے لیتا ہے۔ پس تم اس طریق کو ضرور استعمال کرو۔ اس کے علاوہ:

## آنحضرتؐ پر کثرت سے درود بھیجیں

تیسرا طریق یہ ہے کہ وہ انسان جو اس درجہ کو نہ پہنچے ہوں کہ خدا تعالیٰ خود انہیں دعائیں سکھائے اور بتائے کہ یہ دعا کرو اور یہ نہ کرو وہ دعا کرنے سے پہلے کثرت سے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں۔ آنحضرت ﷺ وہ انسان ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور تمام بنی نوع انسان سے زیادہ مقبول ہیں۔ خواہ وہ آپؐ سے پہلے گزرے یا بعد میں آئے یا آئندہ آئیں گے۔ ہر ایک انسان کی نظر میں اس کا استاد یا اس کے خاندان کا بزرگ بڑا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رنجیت سنگھ کے مرنے پر بڑا واویلا مچا ہوا تھا۔ پاس سے ایک چوہڑا گزر رہا تھا۔ اس نے کسی کو کہا اتنی بڑی کیا آفت آ گئی ہے کہ سارا شہر پاگل بنا ہوا ہے۔ اس نے کہا مہاراجہ رنجیت سنگھ مر گیا ہے۔ یہ سن کر وہ ایک ٹھنڈا سانس کھینچ کر کہنے لگا باپو جی جیسے مر گئے تو رنجیت سنگھ کون تھا جو نہ مرتا۔ گویا اس کے نزدیک باپو جی اتنی حیثیت رکھتے تھے کہ رنجیت سنگھ جو اپنے وقت کا بادشاہ تھا کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا۔ اس کے دل میں وہی جذبہ کام کر رہا تھا جو اپنے بزرگوں کی محبت اور الفت کا ہر ایک انسان میں ہوتا ہے۔ مذاہب میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے۔ دیکھو باوجود اس کے کہ حضرت مسیحؑ حضرت موسیٰؑ کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ تھے مگر اس محبت اور الفت نے جو اپنے استاد یا بزرگ سے ہوتی ہے عیسائیوں کو ایسا مجبور کیا کہ انہوں نے ان کو حضرت موسیٰؑ سے بہت زیادہ بڑھا دیا۔ تو میں نے جو یہ کہا ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے سے پہلے آنے والوں اور اپنے سے بعد میں آنے والوں میں سے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ شان رکھنے والے ہیں۔ اُن میں میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی شامل کر لیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے موجودہ درجہ میں ہوں یا اس سے بھی بڑے درجہ میں تو بھی آپ آنحضرت ﷺ کے خادم اور غلام ہی کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ آپ کا قرب اور درجہ آنحضرت ﷺ ہی کے طفیل ہے اور آپؐ ہی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ حقیقی محبت استثناء کرتی ہے یعنی جس سے تعلق ہو اس کو دوسروں سے بڑھ کر دکھاتی ہے۔ مگر ہم کو جس انسان سے اس زمانہ میں نور ملا ہے ہم اس کو مستثنیٰ نہیں کرتے اور علی الاعلان کہتے ہیں کہ سب انسانوں کی نسبت آنحضرت ﷺ کا مقام اعلیٰ و ارفع ہے اور آپؐ ایک ایسے مقام پر ہیں کہ گویا سب سے علیحدہ ہو کر اکیلے نظر آ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمۂ توحید کے ساتھ آپؐ کا نام بھی رکھ دیا ہے۔ ایسے انسان کی نسبت جو درود بھیج کر خدا تعالیٰ سے برکات چاہے خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ کر اس پر فضل کرنا شروع کر دیتی ہے۔ یہ بات احادیث سے ثابت ہے۔ (وقت کی کمی کی وجہ سے میں یہ نہیں بیان کر سکتا کہ جو طریق میں بیان کر رہا ہوں ان کو میں نے کس آیت اور کس حدیث سے استدلال کیا ہے مگر اتنا بتا دیتا ہوں کہ یہ سب باتیں قرآن کریم اور احادیث سے لی گئی ہیں) **تو دعا کے قبول ہونے کے ساتھ درود کا بڑا تعلق ہے۔ وہ انسان جو آنحضرت ﷺ پر درود بھیج کر دعا کرتا ہے اس کی ہر ایک ایسے انسان سے بڑھ کر دعا قبول ہوتی ہے جو بغیر درود کے کرے۔**

انعام دینے کا یہ بھی ایک طریق اور رنگ ہوتا ہے کہ اپنے پیارے اور محبوب کی وساطت اور وسیلہ سے دیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام انعامات کا وارث کرنے اور سب سے بڑا رتبہ عطا کرنے کے لئے اس طریق سے بھی کام لیا ہے کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ پر درود بھیج کر دعا مانگیں گے ان کی دعائیں زیادہ قبول ہونگی۔ دنیا میں کونسا انسان ہے جسے خدا تعالیٰ کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک کو ہے۔ اسلئے ہر ایک ہی اپنی مصیبت کے دور ہونے اور حاجت کے پورا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ اور جب دعا کرے گا تو اگرچہ وہ پہلے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا عادی نہ ہو گا لیکن اپنی دعا کے قبول ہونے کے لئے درود بھیجے گا جو آنحضرت ﷺ کی ترقی درجات کا موجب ہو گا اور اس طرح اسے بھی انعام مل جائے گا۔ غرض خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرنے کے لئے ایک بات یہ بھی بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیج کر پھر دعا کی جائے اور یہ کوئی ناروا بات نہیں۔ یہ اسی طرح کی ہے کہ جو محبوب سے اچھا سلوک کرتا ہے وہ بھی مُحِبّ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

## کثرت سے خدا تعالیٰ کی حمد کریں

چوتھا گُر یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی حمد کرے۔ یہ بھی ایک عام طریق ہے جو اسلام کی تعلیم سے بھی معلوم ہوتا ہے اور فطرت انسانی میں بھی پایا جاتا ہے۔ دیکھو فقراء جب کچھ مانگنے آتے ہیں تو جس سے مانگتے ہیں اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ کبھی اسے بادشاہ بناتے ہیں، کبھی اس کی بلند شان ظاہر کرتے ہیں، کبھی کوئی اور تعریفی کلمات کہتے ہیں۔ حالانکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس میں وہ کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی۔ مگر مانگنے والا اس طرح کرتا ضرور ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے آپ کو بڑا محتاج اور سخت حاجتمند بھی ظاہر کرتا ہے کیونکہ سمجھتا ہے کہ اس طرح کرنے سے میں اپنے مخاطب کو رحم اور بخشش کی طرف متوجہ کر لوں گا اور اللہ تعالیٰ کی تو جس قدر بھی تعریف کی جائے وہ کم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہی سب خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور اسی لئے دوسرے لوگوں کی جو تعریف ہوتی ہے وہ سچی اور جھوٹی دونوں طرح کی ہو سکتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی جو تعریف بھی کی جائے وہ سب سچی ہی ہوتی ہے۔ اسلئے جب کبھی دعا کی ضرورت ہو تو دعا کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ کی حمد کر لینی چاہئے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ سے ہمیں یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے۔ سورۂ فاتحہ وہ سب سے بڑی دعا ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھائی ہے اور ہر روز کئی بار پڑھی جاتی ہے۔ اس میں پہلے خدا نے یہی رکھا ہے کہ اَلحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ . اَلرَّحمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَومِ الدِّيْن . اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْن .اِهْدِنَاالصِّرَاطَ المُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيهِم وَلَاالضَّالِّيْن فرمایا ہے۔ اس میں یہی گُر سکھایا گیا ہے کہ جب کوئی دعا کرنے لگو تو پہلے کثرت سے خدا تعالیٰ کی حمد کر لو۔ (حمد تمام خوبیوں اور پاکیزیوں کے جمع ہونے اور سب نقصوں اور کمزوریوں سے منزہ سمجھنے کا نام ہے۔ اس لئے تسبیح بھی اس میں شامل ہے اور یہ بھی ایک قسم کی حمد ہوتی ہے)۔ **خدا تعالیٰ کی حمد کر کے دعا کرنے سے بہت زیادہ دعا قبول ہوتی ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ دعا کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ کی حمد کرے، اس کی عظمت اور جلال کا اقرار کرے اور اس کی تعریف بیان کرے اس طرح دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔** وجہ یہ کہ چونکہ بندہ خدا تعالیٰ کی صفات کو بیان کرتا اور اپنے آپ کو بالکل ہیچ ظاہر کرتا ہے اس لئے وہ خدا جو رحمٰن اور رحیم، مالک، خالق، قادر ہے اور جس کے خزانوں میں کبھی کمی نہیں آ سکتی۔ اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہے۔ جب ایک انسان کسی انسان کے سامنے اپنے آپ کو محتاج پیش کرتا اور اس کی تعریف و توصیف کرتا ہے تو اسے رحم آ جاتا ہے اور وہ اس کی کچھ نہ کچھ مدد کر دیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے حضور جب کوئی انسان اپنی حالتِ زار کو پیش کرے اور اس کی حمد و تعریف بیان کرے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی دعا کو رڈ کر دے۔ پس جب کوئی انسان خدا تعالیٰ کی صفات کو بیان کر کے کچھ مانگتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ محتاج بندہ جو کچھ مانگتا ہے وہ اسے دیا جائے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے خدا تعالیٰ کی محبت جوش میں آتی ہے اسی طرح حمد کرنے سے اس کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ درود پڑھنے سے تو خدا تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ یہ بندہ چونکہ ہمارے پیارے بندہ کے لئے دعا کرتا ہے کہ اس پر فضل کیا جائے اس لئے میں اس پر بھی فضل کرتا ہوں اور حمد کرنے کے وقت کہتا ہے کہ یہ میرا بندہ جو میری صفات بیان کر رہا ہے میں اس پر اپنی صفات ظاہر بھی کر دیتا ہوں تا اس کو عملی طور پر معلوم

باقی صفحہ نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

# عبادت کی جان تقویٰ ہے۔ تقویٰ نہ ہو تو عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔

## اگر قناعت کے مضمون کو سمجھتے ہوئے شکر ادا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے تو رفتہ رفتہ آپ کا حوصلہ بڑھنے لگے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۴ر دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۴ر صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾

(سورة البقرہ:۱۷۳)

گزشتہ جمعہ پہ میں نے اس آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت سورۃ النحل کی آیات ۱۱۴، ۱۱۵ بھی تلاوت کی تھیں مگر چونکہ ایک دفعہ اس مضمون کی آیات کی تلاوت ہو چکی ہے اس لئے پہلی آیت پر ہی میں اکتفا کر رہا ہوں۔ ابھی یہ مضمون جاری تھا کہ وقت ختم ہو گیا اس لئے بقیہ احادیث انشاء اللہ آج آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ قادیان دارالامان کا ایک سو ساتواں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے، آج نہیں بلکہ کل سے شروع ہوگا اور انشاء اللہ اس موقع پر میں افتتاحی خطاب بھی کروں گا اور اختتامی بھی۔ لیکن کچھ ایسی نصیحتیں ہیں جو روزمرہ کے انتظامات سے تعلق رکھتی ہیں اور جن کو آج ہی بیان کر دینا ضروری ہے۔ باقی جو جلسے کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصائح فرمائی ہیں ان کا خلاصہ میں انشاء اللہ اپنے افتتاحی خطاب میں پیش کروں گا۔

لیکن انتظامی معاملات میں جو نصیحتیں ہیں ان میں سب سے پہلے تو باہمی اخوت اور محبت کا ماحول ہے۔ بہت ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے اگر کچھ شکوے تھے بھی تو ان کو بالکل بھلا ڈالیں اور قادیان کے جلسے میں ایک ایسی گہری اخوت اور جمعیت کا احساس پیدا ہو کہ ہر آنے والا زائر محسوس کرے کہ ہم اس جماعت کے رکن ہیں جس جماعت کی تعمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ سب مومن اِخْوَۃ ہو جائیں۔ کوئی بھی اختلافی بات نہ مجالس میں نہ ایک دوسرے کے طرز عمل میں دکھائی دے۔ اور چونکہ اس دفعہ غیر معمولی طور پر نومبایعین اس جلسے میں شامل ہو رہے ہیں، اتنے نومبایعین کہ اس سے پہلے کبھی کسی قادیان کے جلسے میں اتنے نومبایعین شامل نہیں ہوئے، تو چونکہ انہوں نے بھی احمدیت کا سفیر بن کر قادیان سے واپس اپنے ممالک کو، اپنی جگہوں پہ واپس جانا ہے اور وہاں جا کر جو قادیان میں دیکھا وہ آنکھوں دیکھی کہانی بیان کرنی ہے اور اپنے دل کے تاثرات تو بہر حال وہ ساتھ لے کے جائیں گے ہی اس لئے جو کہانی بیان کریں گے اس میں ایک دلی جذبات کی ملونی سے غیر معمولی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ یہ طاقت کا پیدا ہونا آپ کی روحانی طاقت پر منحصر ہے جو اس وقت قادیان کے باشندے ہیں اگر آپ نے دل کی گہرائی سے ان مہمانوں کی خدمت کی اور جمعیت کا احساس اور اخوت کا احساس بیدار کیا تو لازماً جو باتیں بھی وہ جا کے بیان کریں گے ان میں ایک طاقت پیدا ہو جائے گی ورنہ پھر ایک سرسری باتیں ہوں گی۔ اس لئے بہت اہمیت رکھتی ہے یہ بات کہ آپ **غیر معمولی مومنانہ اخوت اور محبت کے رشتے میں منسلک ہوں** اور ہر دیکھنے والا اس کو دیکھے اور محسوس کرے۔

اس ضمن میں **مناسب ضرورتوں کا خیال رکھنا** بھی آپ کا فرض ہے۔ آنے والوں کی سب ضرورتیں پوری ہونی اس لحاظ سے تو ممکن نہیں کہ ہر ایک کی ضرورتیں الگ الگ ہوا کرتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو یہ دستور تھا کہ کوشش کر کے ہر ایک کی انفرادی ضرورت کو بھی معلوم کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کسی کو حقے کی بھی عادت ہو، عادت کو چھڑانا تو بعد کی بات تھی وہ تو ایک لمبی نصیحت سے تعلق رکھنے والا مضمون تھا، لیکن اس ضرورت کو اس وقت ضرور پوری فرما دیا کرتے تھے۔ کسی کو پان کھانے کی عادت ہے تو اس کے لئے بعض دفعہ دوسرے شہروں میں آدمی بھگانا پڑا کہ وہاں سے پان لے کر آئیں۔

تو اب چونکہ مہمانوں کی کثرت ہے، دس ہزار سے زیادہ نومبایعین انشاء اللہ اس جلسے میں شامل ہونگے تو اس پہلو سے یہ تو میں آپ سے توقع نہیں رکھتا کہ ہر ایک کی ذاتی ضرورت پر نظر رکھیں لیکن ان کی اجتماعی ضرورت کا تو بہر حال خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور ذاتی ضرورت کا اس پہلو سے خیال رکھنا ضروری ہے کہ کوئی ان میں سے ایسا بھی ہو سکتا ہے جو غریب ٹھٹھرتا ہوا ایسی جگہ سے آیا ہو جس کو گرم کپڑوں کی ضرورت ہو اور گرم کپڑے میسر نہیں آسکے۔ بعض ٹھنڈے علاقوں سے آنے والے تو اپنے کپڑے لے بھی آتے ہیں مگر گرم علاقوں والوں کی ضرورت باوجود اس کے کہ ہم نے پوری کوشش کی تھی کہ ان کو تمام ضرورتیں وہیں چلنے سے پہلے مہیا کر دی جائیں لیکن لوگ رہ بھی جاتے ہیں نظر سے، تو اگر ایسا چلتا پھرتا کوئی غریب نظر آئے جس کے پاؤں میں جوتی پوری نہیں، جرابیں نہیں، سردی کے ماحول کے لئے پوری طرح دفاع موجود نہیں ہے تو یہ وہ ضرورت ہے جو ذاتی ضرورت ہے اس کی، انفرادی ضرورت ہے اور اس پر نگاہ رکھنی لازم ہے۔ تمام شرکاء جلسہ اس پر نظر رکھیں خواہ وہ باہر سے آئے ہوں، خواہ وہ قادیان کے باشندے ہوں۔

دوسرے **کمی بیشی پر درگزر کرنا**۔ آنے والوں سے بھی بعض دفعہ کوئی زیادتی ہو جایا کرتی ہے، بعض دفعہ جو ساتھ منتظمین آئے ہوئے ہوتے ہیں وہ جب اپنے قافلے کی شکایت دیکھتے ہیں تو ان کو اتنی تکلیف پہنچتی ہے کہ وہ قادیان کے منتظمین پر برس پڑتے ہیں اور یہ طبیعتیں الگ الگ ہیں۔ یہ بارہا ہمارا تجربہ ہے جلسے کے دنوں میں کہ بعض گرم مزاج کے لوگ اپنی خاطر نہ سہی اپنے مہمانوں کی خاطر آ کے ہم سے خوب لڑا کرتے تھے اور بلند آواز میں بہت زور و شور سے لڑا کرتے تھے اور ان میں بعض کشمیر سے آنے والے خاص طور پر نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ تو اس دفعہ بھی وہاں جلسے پر ایک ہزار سے زائد کشمیر سے مہمان آ رہے ہیں یہ بھی ایک نیا ریکارڈ ہے۔ یعنی گزشتہ سالوں میں تو کبھی ایسا تجربہ نہیں ہوا تو بہر حال کوشش کریں کہ ان منتظمین کی زیادتی کو بھی برداشت کریں جو مہمانوں کے ساتھ آئے ہیں اور ان کو بھی چاہئے حوصلہ دکھائیں، تکلیفیں ہو جایا کرتی ہیں اتنے بڑے مجمعوں میں ضرورتیں نظر انداز ہو جاتی ہیں تو دونوں طرف کی بیشی پر درگزر ضروری ہے۔

**صفائی کا خیال بہت ضروری ہے**۔ یہ نصیحت ایسی ہے جس پر ابھی سے عمل درآمد ضروری ہے اس کے انتظامات کرنے لازم ہیں۔ یہ نمونہ پسماندہ ممالک میں قائم نہیں کیا جاتا اور صفائی کا کوئی خیال رکھے بغیر ہر چیز کو ہر طرف پھینک دیا جاتا ہے۔ یہاں جلسہ سالانہ پر جو ہم نے نمونہ پیش کیا تھا میں چاہتا ہوں کہ اسی نمونے کا جلسہ قادیان میں بھی ہو اور کوئی گند، کوئی چیز ایسی جو پھینکی جا رہی ہو سڑکوں پر نہ پھینکی جائے، سڑکیں بالکل صاف ستھری دکھائی دیں اور اگر ممکن ہو سکے وہاں، یہاں تو ممکن ہے بہت سستے ایسے تھیلے مل جاتے ہیں جن میں اپنی مستعملہ چیزیں پھینکی جا سکتی ہیں، محفوظ کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ اکثر آنے والے غرباء ہیں اس لئے ان کو یہ تھیلے بھی بہت اچھے لگیں گے۔ آپ تو یہاں یہ تھیلے بھی اٹھا کے Dust Bins میں پھینک دیا کرتے ہیں۔ انہوں نے اس گند کو خالی کرنا ہے یا جو بھی فضول چیزیں اس میں پڑی ہوئی ہیں اور پھر صاف صوف کر کے اپنے ساتھ بھی لے کے جانا ہے انہوں نے، تو اس پہلو سے اگر دس ہزار تھیلے یا اس کے لگ بھگ خرید لئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ میرے خیال میں تو ایک اچھا خیال ہوگا اگر وہاں ملتے ہوں تو، یہ تو آپ کی استطاعت کی بات ہے۔

**نماز باجماعت کا اہتمام**۔ میں ہر جلسے پر تاکید کیا کرتا ہوں نمازیں ہی تو ان کو سکھانی ہیں جو نئے آنے والے ہیں۔ اگر نماز سے غفلت ہوئی تو پھر ان کے ہاتھ تو کچھ بھی نہ آیا۔ اس لئے نماز ہی نہیں نماز باجماعت کے قیام کی تربیت دیں اور نماز باجماعت کے وقت تمام مساجد اور ساتھ کی گلیاں بھری ہوں کیونکہ مساجد میں تو اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ان میں سب نمازی آسکیں۔ تو یوں لگتا ہے کہ اگر سب نے نمازیں باجماعت پڑھیں تو قادیان کی ساری گلیاں جائے نماز بن جائیں گی۔ کیونکہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ مسجد اقصیٰ میں تو کسی صورت میں بھی نہیں آسکتے، اگر آ گئے تو غالباً دو ہزار سے زیادہ نہیں آئیں گے۔ تو آٹھ

ہزار صرف نو مبایعین ہیں اس کے علاوہ جو مبایعین باہر سے آرہے ہیں اس سے اندازہ کرلیں کہ سارا قادیان ایک بڑی مسجد بن جائے گا اور یہی ہونا چاہئے۔ اپنے اپنے کپڑے بچھائیں گلیوں میں اور صفائی کا اس سے بھی بہت تعلق ہے۔

خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت تاکید سے نصیحت کی تھی کہ میرے گھر کی صفائی کا خیال رکھنا۔ پس جبکہ سارا قادیان ہی اللہ کا گھر بننے والا ہے تو اس لئے صفائی کے بعد میں نے اس حصے کو رکھا ہے۔ صفائی بہت ضروری ہے جہاں کپڑا بچھا کر کوئی اٹھائے، کپڑا گندہ نہ ہو اور اس کے لئے گلیوں کے خاکروبوں کے ذریعے، چھڑکاؤ کے ذریعے، اور کئی طریقوں سے صفائی کروانے کا خاص انتظام بھی کروالیا جائے۔

پھر جلسہ کے پروگراموں سے پوری طرح استفادہ کرنا یہ بھی بہت ضروری ہے۔ وہاں یہ دوست جو تشریف لائیں گے، بڑی دور دور کا سفر کر کے آئے ہیں، بعض تین تین دن مسلسل گاڑی میں رہنے والے ہیں جو اب پہنچ چکے ہیں یا پہنچ رہے ہونگے۔ تو ان سب کو جلسے پر پہنچانے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ پہلی تقریر سے لے کر آخری تقریر تک ضرور بیٹھے رہیں۔

اور آخری بات جو اول بھی ہے اور آخر بھی ہے **دعاؤں اور ذکر الٰہی پر زور ہے۔** عادت ڈالیں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے دعائیں کریں اور ذکر الٰہی کریں۔ قادیان کی فضا ذکرِ الٰہی سے گونج اٹھے۔ نعرہ ہائے تکبیر تو بلند آواز سے بیان کئے جاتے ہیں مگر جو ذکر آسمان کے کنگرے چھوتا ہے وہ دل سے اٹھا ہوا ذکر ہے خواہ خاموشی سے کیا جائے۔ تو ذکرِ الٰہی قادیان کے باشندے خود بھی کرتے رہیں اور آنے والوں کو بھی اس کی نصیحت کریں۔

اور اسکے ساتھ جہاں دعائیں ہیں وہاں بعض دفعہ دواؤں کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ جو گرم علاقوں سے آنے والے ہیں اور اکثریت ان کی ہے ان کو یہاں نزلہ زکام اور کئی قسم کی ایسی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں، آج کل انفلوئنزا بھی پھیلا ہوا ہے، کہ ان کی روک تھام کے لئے میرا تجربہ ہے کہ جو ہومیو پیتھک دوا انفلوئنزیم یا نزلے کی دوا بنائی ہوئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مفید ہے اور نزلے کی یا نزلاتی بیماریوں کی پیش بندی کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے میں نے بہت مؤثر پایا ہے۔ تو غالباً پہلے میں نے یہ ہدایت ان کو بھجوادی تھی لیکن اب پھر تاکید کر رہا ہوں کہ بکثرت یہ دوائیں بن کر سب جگہ مہیا ہو جانی چاہئیں تاکہ خدا کے فضل کے ساتھ کوئی بیمار ہی نہ پڑے، ایک دفعہ بیمار پڑ جائے تو پھر بڑی مشکل پڑ جاتی ہے، بیماری لاحق ہی نہ ہو تو پھر بہت آرام ہے۔

یہ اس لئے بھی بہت ضروری ہے کہ ہندوستان میں سِل کی بیماری بہت کثرت سے پائی جا رہی ہے غربت کی وجہ سے، مچھروں کی وجہ سے اور بہت سی ایسی وجوہات ہیں جن کے نتیجے میں جب رات کو بخار ٹوٹتے ہیں تو ٹھنڈ لگ جاتی ہے اور اکثر پھیپھڑوں کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں اور پھیپھڑوں کی بیماری والے کے لئے نزلہ زکام ایک زہر قاتل بن جایا کرتا ہے۔ پھر اسی کے نتیجے میں دمہ والوں کو بھی تکلیفیں ہوتی ہیں۔ پس میرے نزدیک یہ بھی بہت اہم بات ہے کہ دعاؤں کے ساتھ دواؤں اور خاص طور پر ان دواؤں پر زور دیں جو پیش بندی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ باقی انشاء اللہ کل افتتاح ہوگا ہندوستان کے وقت کے لحاظ سے ساڑھے تین اور ہمارے وقت کے لحاظ سے یہاں دس بجے انشاء اللہ افتتاح ہوگا اور چونکہ یہاں بھی جگہ تھوڑی ہے اور سب لوگ شامل نہیں ہو سکیں گے لیکن ٹیلی ویژن پر چونکہ یہ منظر دکھایا جائے گا اسلئے آپ سب اپنے گھر بیٹھے بھی اس جلسے میں شریک ہو سکتے ہیں۔

شکر کے تعلق میں جو احادیث میں نے آج کے لئے چنی ہیں ان میں پہلی حدیث ترمذی کتاب البرّ والصِّلة سے لی گئی ہے۔ عن شَدّاد اِبنِ اَوس اَنَّ رَسُول اللّٰه ﷺ کَانَ یَقُولُ فِی صَلَاتِه۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ میں ہر معاملہ میں تجھ سے ثابت قدمی کی توفیق مانگتا ہوں۔ میرے خیال میں 'ہر معاملہ' ترجمہ کرنے والے نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ اصل عبارت میں دیکھتے ہیں کیا ہے۔ اِنّی اَسئَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الاَمْرِ۔ امر کا ایک ترجمہ 'ہر معاملہ' بھی ہو سکتا ہے اس لئے ترجمہ غلط نہ ہونے کے باوجود اس محل پر یہ ترجمہ درست نہیں ہے۔ یہاں الامر سے مراد امرِ الٰہی ہے اور الامر سے مراد شریعت کاملہ ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا کبھی گہری حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتی تھی اس لئے آپ یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ میں تیرے امر میں ثبات دکھاؤں، جو امر بھی تُو مجھے دے اور جو امر شریعت میں دیا گیا ہے اس پر مجھے ثباتِ قدم عطا فرما۔ پھر ہے وَالعَزِیمَةَ عَلَی الرُّشْدِ اور ہدایت کی بات پر عزیمت عطا کر، عزم عطا فرما۔ جو امور شریعت ہیں ان کے علاوہ بھی رُشد کی باتیں ہوا کرتی ہیں اور ہر قسم کی ہدایت کی بات خواہ شریعت میں واضح طور پر مذکور ہو یا نہ ہو اس میں مجھے صرف کرنے کی توفیق نہیں بلکہ عزمِ صمیم عطا کر کہ میں نیکی کی بات کو ایسے پکڑ لوں کہ پھر اسے کبھی نہ چھوڑوں۔ اور میں تجھ سے تیری نعمتوں کے شکر اور احسن رنگ میں تیری عبادت بجالانے کی توفیق مانگتا ہوں وَاَسئَلُكَ شُکْرَ نِعْمَتِكَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ۔ تیری نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ جس کے ساتھ ہی حُسْنَ عِبَادَتِكَ فرمایا یعنی نعمت کا اصل شکر تو عبادت کے ذریعے ہوا کرتا ہے۔ ساری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے جو بھی احسانات انسان پر فرمائے ہیں اس کا خلاصہ یوں نکالا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہ ان احسانات کے بدلے میں آخری شکر کا درجہ یہ ہے کہ ہم تیری عبادت کریں اور شکر کا پہلا درجہ بھی یہی ہے اور آخری درجہ بھی یہی ہے تیری عبادت کریں گے تو شکر گزار ہونگے، عبادت نہیں کریں گے تو شکر گزار نہیں ہونگے۔ پس رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں جس طرح مالا میں موتی پروئے جائیں اس طرح یہ دعائیں ایک دوسرے سے منسلک ہوتی ہیں۔ فرمایا تجھ سے تیری نعمتوں کے شکر اور احسن رنگ میں تیری عبادت بجالانے کی توفیق مانگتا ہوں۔

پھر فرمایا یعنی خدا کے حضور یہ عرض کیا "اور میں تجھ سے قلبِ سلیم اور سچی زبان مانگتا ہوں"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام بہت ہی گہرا اور عارفانہ کلام ہے۔ قلبِ سلیم اور سچی زبان۔ قلبِ سلیم تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں کامل ہو چکا ہو، ایسا جھک چکا ہو کہ اللہ کی فرمانبرداری کے سوا کوئی خیال تک نہ آئے اور اگر اس پر سچی زبان نصیب ہو تو یہ مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جنہیں قلبِ سلیم بعض دفعہ کچھ مدت کے بعد نصیب ہوا کرتا ہے بعض لوگ اپنی عمر، بعض دفعہ ایک لمبا حصہ ضائع کر چکے ہوتے ہیں تو پھر ان کو قلبِ سلیم عطا ہوتا ہے۔ اس عرصے میں زبان بعض دفعہ مبالغے، بعض دفعہ غلط بیانی کی ایسی عادت ہو چکی ہوتی ہے کہ ارادہ نہ بھی ہو تو زبان ٹھوکر کھاتی رہتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ قلب سلیم ایسا ہو کہ زبان بھی اس سے مطابقت کرے، ایک لفظ بھی ایسا نہ ہو جو قلبِ سلیم کے تقاضے پورے کرنے والا نہ ہو یعنی غلطی سے بھی زبان سے کوئی غلط بات نہ نکلے۔

یہ دعا ہے جو ایک نہایت ہی کامل دعا ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ سب کے لئے عربی میں اسے یاد کرنا مشکل ہے مگر اس کے مضمون کو میں دوہراتا ہوں اس کو ذہن نشین کرلیں اور جس حد تک توفیق ملے اب رمضان بھی آنے والا ہے اس میں اپنے لئے اور ساری جماعت کے لئے یہ دعا مانگا کریں۔ اے اللہ میں امورِ دینیہ میں جو تُو نے حکم فرمائے ہیں ان میں ثبات قدم کی توفیق مانگتا ہوں، ایسا قائم ہو جاؤں کہ کبھی میرے قدم متزلزل نہ ہوں۔ وہ امورِ دینیہ جو تُو نے بیان فرمائے ہیں شریعت کے، کر اور نہ کر وغیرہ وغیرہ سب اس میں شامل ہیں ان میں میں ثباتِ قدم کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور ہدایت کی ہر بات پر قائم رہنے کا عزمِ صمیم مانگتا ہوں۔ مجھے عزم عطا فرما کہ جو بھی ہدایت کی بات مجھے ملے میں اس پہ ضرور قائم ہو جاؤں اور پھر قائم رہوں۔ پھر تیری نعمتوں کے شکر اور نہایت خوبصورت اور حسین رنگ میں تیری عبادت کی توفیق یہ بھی عطا فرما اور قلبِ سلیم دے اور سچی زبان دے۔

یہ دعا اگر جماعت احمدیہ کی قبول ہو گئی تو سارا عالم فتح ہو جائے گا۔ زندگی کے ہر پہلو پر حاوی دعا ہے۔ **اور جماعت احمدیہ کے جو آئندہ دنیا میں روحانی انقلاب برپا کرنے کے پروگرام ہیں ان میں اس دعا سے مسلّح ہو کر چلیں تو آپ کو اور کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔** تمام امور کا خلاصہ ہے میں نے بار بار پڑھا ہے اس کو، بہت غور کیا ہے حیران ہو جاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک ادنیٰ سی بات بھی اس میں نظر انداز نہیں کی۔ آپ کی ضرورت کی ساری چیزیں بیان فرما دیں۔

ایک دوسری حدیث سنن نسائی سے کتاب السھو سے لی گئی ہے عَنْ معَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ اَخَذَ بِیَدِیْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فقَالَ اِنّی لَاُحِبّكَ یَامعَاذُ فَقُلْتُ وَ اَنَا اُحِبّكَ یَارَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلاَ تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِی کُلِّ صَلٰوةٍ رَبِّ اَعِنّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ. یہ عربی میں میں نے پڑھی ہے کیونکہ یہ دعا ایسی ہے جو آسانی سے یاد ہو سکتی ہے اور بہت سے نمازیوں کو میں نے دیکھا ہے مسجد مبارک میں یا مسجد اقصیٰ میں ربوہ کے زمانے میں کہ وہ بعض دفعہ اونچی آواز میں یہ دعائیں کیا کرتے تھے رَبِّ اَعِنّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ چنانچہ اس کا ترجمہ میں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک دفعہ میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ بڑے نصیب تھے معاذ بن جبل کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خود ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ معاذ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ یعنی عموماً تو جو کم درجے کا آدمی ہے وہ یہ کہا کرتا ہے کسی بڑے کو کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر جواباً وہ کہتا ہے کہ میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں لیکن بعض دفعہ بچوں کو پیار سے بڑے پہلے کہا کرتے ہیں، بچے پھر جواب دیا کرتے ہیں۔

ہمارے جو امیر ہیں ہالینڈ کے انہوں نے مجھے ایک دفعہ سنایا، یہ لطیفہ بھی ہے اور بڑی دلچسپ بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ میرے بچے نے مجھ سے کہا I love you تو عام طور پر بچہ بڑے سے بات کرتا ہے لیکن بعض دفعہ باپ بچے سے بھی کہہ دیا کرتا ہے۔ تو بچے نے کہا I love you تو میں نے کہا I love you too۔ تو اس کو زیادہ انگریزی نہیں آتی تھی وہ too کا مطلب two (دو) سمجھا تو اس نے کہا I love you three۔ انگریزی میں two کا مطلب دو اور too کا مطلب ہے بھی۔ تو ابا نے تو یہ کہا تھا کہ


EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

*For further details write to:* The Manager

175, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔وہ سمجھا یہ کہہ رہے ہیں میں تم سے دو محبتیں کرتا ہوں۔ تو اس نے کہا پھر میں تم سے تین محبتیں کرتا ہوں۔

تو عام طور پر بچے کہتے ہیں مگر باپ کہہ رہا ہے یہاں جس سے بڑھ کر کسی انسان کا تصور نہیں ہو سکتا وہ معاذ کا ہاتھ پکڑ کے کہتا ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی محبت کرتا ہوں۔ تب آپ نے محبت کا مفہوم اسے سکھایا اور غالباً یہی وجہ تھی جو اس کو محبت کے اظہار میں پہل کر کے اس کے دل میں یہ تمنا بیدار کی کہ پوچھے تو سہی محبت ہوتی کیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اچھا تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو پھر کسی نماز میں یہ دعا نہ چھوڑنا۔ رَبِّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ کہ اے میرے اللہ! اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِكَ میں تیرے ذکر پر تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور تیرے شکر پر تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور تیری عبادت کے حُسن پر تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔

اب اس کا کیا تعلق ہوا محبت سے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس سے محبت کی جائے ویسا انسان کو ہونا چاہئے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کسی سے محبت ہو اور انسان اس کے عادات و اخلاق سے دور بھاگے اور عادات و اطوار سے کوئی اس کا تعلق نہ ہو۔ جب انسان انسان سے محبت کرتا ہے تو ویسا بننے کی کوشش کیا کرتا ہے تو اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے معاذ بن جبل کو محبت کی گہرائی کا راز سمجھا دیا۔ اور ہم سب کو بھی ان کے حوالے سے یہ نصیحت ملی کہ اگر تم مجھ سے، یعنی رسول اللہ ﷺ گویا یہ فرما رہے ہیں، اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو اپنے لئے یہ دعائیں نہ بھولنا کبھی۔ رَبِّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اے میرے رب اپنے ذکر پر میری مدد فرما اور اپنے شکر پر میری مدد فرما ورنہ میں نہ ذکر کا حق ادا کر سکوں گا نہ شکر کا حق ادا کر سکوں گا وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اور یہ اس شکر کا معراج ہے یعنی عبادت اور اپنی عبادت میں حسن پیدا کرنے پر میری مدد فرما۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ کی ایک روایت ہے مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا عَلَی الْمِنْبَرِ جب کہ آپ منبر پر کھڑے تھے مَنْ لَمْ یَشْکُرِ الْقَلِیْلَ لَمْ یَشْکُرِ الْکَثِیْرَ کہ جس نے تھوڑے کا شکر نہیں کیا اس نے کثیر کا بھی شکر نہیں کیا۔ اب یہ ایک کلمہ میں دیکھیں انسانی فطرت کی کیسی گہرائی بیان فرما دی ہے۔ کسی پر کوئی تھوڑا سا احسان کر دے اگر وہ اس کا بھی شکر نہیں کرتا تو پھر وہ بڑے احسانات کا بھی شکریہ نہیں کر سکتا۔ احسان تو احسان ہوا کرتا ہے جو احسان مند انسان ہو احسان کو قبول کرنے والا انسان ہو اسکو تو رستہ بھی دکھا دو گے تو وہ شکر ادا کرے گا اور اگر کچھ دے دو گے اپنی طرف سے جو اس نے مانگا ہو تو اس پر تو وہ بہت ہی شکر ادا کرے گا خواہ تھوڑا ہی ہو اور اگر مانگنے پر دو گے تو اس پر بھی شکر ادا کرے گا اور تھوڑا بھی ہو تب بھی شکر ادا کرے گا۔

اس مضمون کا تعلق امارت یا غربت سے نہیں ہے۔ ہر انسان سے یہ مضمون برابر کا تعلق رکھتا ہے۔ جن لوگوں کی فطرت میں شکر نہ ہو ان کو بعض دفعہ زیادہ دے دیں تو شکر کرتے ہیں بظاہر لیکن ان کی پہچان یہ ہے کہ شکر ہے کہ نہیں کہ تھوڑا دے کے دیکھو پھر وہ شکر کرتے ہیں کہ نہیں۔ میں نے بسا اوقات بعض فقیروں کو بھی دیکھا ہے ان کو تھوڑا دو تو وہ پھینک دیا کرتے ہیں۔ آج اگر پاکستان میں کسی فقیر کو پیسہ دو تو اسے یوں لگے گا جیسے میرے منہ پر جوتی ماری ہے کسی نے۔ وہ پیسہ اٹھا کے دور پھینک دے گا کہ جاؤ جاؤ یہاں سے آج کل تو روپے کی قیمت بھی کوئی نہیں رہی، ایک روپیہ بھی دو تب بھی فقیر نخرے کرتے ہیں اور اٹھا کے پھینک دیتے ہیں۔

تو شکر کی پہچان تھوڑے سے ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دیکھو کتنی گہری بات بیان فرمائی ہے۔ شکر کا مضمون جب بیان ہو رہا ہے تو آنحضورؐ ہی سے تو ہم نے سیکھنا ہے کہ شکر کیا ہوتا ہے۔ فرمایا جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر شکر نہیں کرے گا کیونکہ شکر کی پہچان تھوڑے پر ہے۔ اس ضمن میں مجھے یہ خیال آیا ہے اگرچہ ذرا مضمون سے کچھ ہٹنا پڑے گا مگر چونکہ بعض لوگ ایسی باتیں لکھتے رہتے ہیں اس لئے ان کو سمجھانے کے لئے ضروری ہے کہ تھوڑے پر شکر اور قناعت اصل میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، یا ملتے جلتے مضمون کے دو نام ہیں۔

**کسی کے دل میں قناعت نہ ہو تو وہ تھوڑے پر شکر کر ہی نہیں سکتا اور اگر دل میں قناعت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تھوڑے پر بھی شکر ڈال دیتا ہے۔** ایک روٹی بھی ملتی ہے تو شکر کر کے کھاتا ہے سُوکھا بھی ملے تو پھر بھی وہ اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوتا ہے اور قناعت ہو تو پھر امیروں کے زیادہ پر دل جلتا بھی نہیں ہے۔ **شکر کا ایک یہ بھی عجیب لطف ہے کہ جو شکر گزار بندہ ہو وہ اگر دوسروں کے اوپر خدا کے زیادہ فضل دیکھے تو اس سے اس کا دل گھبراتا نہیں، وہ جانتا ہے کہ مالک خالق وہی ہے اُس نے جس کو چاہا زیادہ دے دیا جس کو چاہا کم دیا اور وہ اپنے تھوڑے پر بھی اسی طرح راضی ہوتا ہے۔** مگر جماعت کی طرف سے بعض خطوط مجھے ایسے ملتے ہیں جن سے مجھے یہ توجہ پیدا ہوئی اسی حدیث کے دوران ہی کہ میں ان کا جواب بھی اسی خطبے میں دے دوں۔

بظاہر بات بہت اچھی لکھی ہوتی ہے کہ جماعت کو نصیحت کریں کہ شادیوں پر فضول خرچیاں نہ کیا کریں۔ بالکل ٹھیک ہے شادیوں پر فضول خرچی نہیں کرنی چاہئے مگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ جس کو خدا نے توفیق دی ہو زیادہ خرچ کی وہ اتنا ہی کرے جیسے خدا نے کسی کو توفیق دی ہی نہ ہو۔ وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جیسے کوئی غریب آدمی جس کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو اتنا ہی امیر خرچ کریں تاکہ غریبوں کے دل میں جلن پیدا نہ ہو۔ اب یہ جلن کہہ کر انہوں نے اپنی بیماری کے اوپر انگلی رکھ دی۔ ان کے دل میں قناعت نہیں ہے اور اس بات پہ ان کو اتنا غصہ آتا ہے کہ امیر خرچ کر رہے ہیں میں اتنا خرچ نہیں کر سکتا کہ اس کے نتیجے میں اس بات پہ ہر وقت دل میں معلوم ہوتا ہے کڑھتے ہی رہتے ہیں۔ اور میرے ذریعے ساری جماعت کو یہ نصیحت چاہتے ہیں کہ تمہیں خدا نے زیادہ بھی دیا ہو تو چھپا کے رکھنا، غریبوں پر خرچ نہ کرنا اور نہ خوشی کے موقع پر کھلا خرچ کرنا۔

اس سلسلے میں میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ مسلمان کی خوشی میں غریب شامل ہوتے ہیں اور **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسی دعوتوں پر لعنت ڈالی ہے جن دعوتوں میں غریب شامل نہ ہوں۔** تو ہمارے امیر اگر شادی کے موقع پر ایسے خرچ نہ کریں جس میں کثرت سے غریبوں کو بلایا ہو تو نقصان کس کا ہے؟۔ یہ تو غریبوں کا نقصان ہے۔ اس لئے کسی کی جلن کا نقصان کسی اور کو پہنچ جائے یہ تو نہیں میں کہوں گا۔ اگر یہ شرط ہو کہ نسبتاً سادگی ہو جیسا کہ جماعت احمدیہ کا طریق ہے اور اس کے ساتھ کثرت سے غرباء بلائے گئے ہوں تو یہ خرچ تو بہت مبارک خرچ ہے یہ شکر کا حق ادا کرنا ہے کیونکہ جب شکر کا حق ادا کرنا ہے تو اس کو لوگوں کے سامنے بیان بھی تو کرنا ہے۔ اور یہ مضمون قرآن کریم میں بھی بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی آگے جو احادیث آئیں گی ان میں بیان فرمایا ہے تو شکر تھوڑے پر شکر ہو تو جلن پیدا نہیں ہوتی۔ یہ ہے بنیادی بات جس کو میں اب سمجھانا چاہتا ہوں۔

قناعت اختیار کریں، آپ کی بلا سے کسی اور کے پاس کیا ہو اللہ نے آپ کو جو دیا ہے اس پر راضی ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا یہ ایک خاصہ تھا آپ کو کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی کسی اور کے پاس کتنا ہے۔ جتنا خدا نے دیا وہ بھی خدا کی راہ میں قربان کر دیا کرتے تھے اور یہ بھی ایک شکر کی علامت ہے کہ جو کچھ دیا اس کو واپس لوٹانے کی کوشش کی۔ سب تو واپس نہیں لوٹایا جا سکتا مگر اس کی راہ میں خرچ کیا اور اپنے اوپر قناعت کی۔ لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ اپنے اوپر اس رنگ میں ہر شخص قناعت کر سکے، مزاج الگ الگ ہیں اور یہ جو قناعت کا مضمون ہے خدا تعالیٰ کی خاطر اس کا دیا ہوا کم خرچ کرنا اس میں تصنع نہیں ہونا چاہئے۔ اگر دل کی منشاء اور مرضی کے مطابق اس کے خدا کی راہ میں ملائم ہونے کے نتیجے میں آپ اپنے اوپر کم خرچ کرنے کی عادت ڈالیں تو یہ بہت اچھی بات ہے مگر اگر خدا آپ کو توفیق دے اور اللہ چاہے کہ آپ اس کے مطابق زیادہ بھی خرچ کریں تو یہ بھی اللہ کے منشاء کے مطابق ہے اور اس کے متعلق ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تصدیق موجود ہے جس کا میں اگلی احادیث جو چنی ہیں ان میں ذکر کروں گا۔

سو رسول ﷺ نے پہلے تو یہ فرمایا کہ جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کرے گا اور ساتھ ہی اس کا یہ نتیجہ نکالا، جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا، اس مضمون کا کیا تعلق ہوا۔ اس لئے کہ لوگوں سے تھوڑا ہی ملا کرتا ہے اور اللہ سے بے انتہاء ملتا ہے تو جو لوگوں کے تھوڑے پر راضی نہ ہو وہ خدا کے بے انتہاء پر بھی راضی نہیں ہوتا۔ اس کے پیٹ کا جہنم کوئی دنیا کی دولت نہیں بھر سکتی۔ تو کتنی چھوٹی سی بات سے کتنی بڑی بات بنا دی، کتنی بڑی بات تک رسول اللہ ﷺ نے پہنچا دیا۔ تھوڑے پہ شکر کی عادت ڈالو کیونکہ اس کا تعلق اللہ کے شکر کا حق ادا کرنے سے ہے۔ تم تھوڑے کا شکر ادا کرو گے تو اللہ کی نعمتوں کا بھی حق ادا کرو گے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرنا بھی تو شکر ہے۔ وَالتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُکْرٌ وَتَرْکُهَا کُفْرٌ اور جو اللہ کی نعمتیں اس پر اتری ہیں ان کا کثرت سے ذکرِ خیر کرتا ہے کہ خدا نے مجھے یہ نعمتیں بھی دی ہیں۔ یہ بھی اس کا شکر ہے۔ اب اس میں بھی بہت احتیاط لازم ہے۔ بعض لوگ یہ ذکر کرتے ہیں کہ اللہ نے مجھے یہ بھی دیا اور وہ بھی دیا غریبوں میں بیٹھ کر ذکر کر رہے ہوتے ہیں اور ان کو اس میں سے کچھ بھی نہیں دے رہے ہوتے۔ سب آپ سنبھالا ہوا ہوتا ہے۔ تو جو اللہ کی نعمتوں کو روک کر بیٹھ جائے وہ شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اس کا تحدیث نعمت شکر نہیں ہے بلکہ منہ چڑانے والی بات ہے۔ اللہ نے تو اس پر احسان کیا اس کو بے انتہاء دیا یا جتنا بھی دیا وہ اس کو آگے جاری کرے گا تو یہ شکر ہو گا۔ تو تحدیث نعمت سے مراد یہ نہیں ہے کہ نعمت کو زبانی بیان کرے۔ تحدیث نعمت سے اصل مراد یہ ہے کہ نعمت کو زبان سے بھی بیان کرے اور اسے آگے لوگوں میں جاری کر کے ان کو دکھا تو دے کہ مجھے کیا ملا ہے، صرف زبانی قصے نہ کرے۔ تو ایسے جو زبانی قصے کرنے والے ہیں وہ تو تعلّی والے لوگ ہیں وہ لوگوں میں بیٹھ کر اپنی دولتوں کی فخریہ باتیں بیان کرتے ہیں اور غرباء کو اور بھی زیادہ متنفر کر دیتے ہیں۔

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ نعمتوں کا شکر ادا کرو تو یہ مراد ہے اور ان کا ذکر چھوڑ دینا کفرانِ نعمت ہے۔ اب ذکر چھوڑ دینا یہ بھی بہت اہم بات ہے۔ بعض لوگ غریبوں سے بچنے کی خاطر ذکر چھوڑتے ہیں۔ یہ مراد ہے رسول اللہ ﷺ کی۔ مطالبوں سے بچنے کی خاطر ذکر چھوڑتے ہیں جماعت کے چندہ لینے والوں سے بچنے کی خاطر ذکر چھوڑتے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ کہ جی ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ نظر آرہا ہے آپ لوگوں کو کہ بہت کچھ ہے، کچھ بھی نہیں بیچ میں سے اور واقعۃً کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اللہ کی نظر میں ان کے پاس واقعۃً کچھ نہیں ہوتا، وہ ننگے فاقہ کش فقیر ہی رہتے ہیں اسی حال میں دنیا میں رہتے ہیں اسی حال میں انہوں نے اگلی دنیا میں پہنچ جانا ہے۔

تو فرمایا اس کا ذکر چھوڑ دینا کفرانِ نعمت ہے۔ اس پہلو سے ذکر کرو کہ اس ذکر کے ساتھ ساتھ اس نعمت کا لطف بھی دنیا میں بانٹو اور اس خوف سے ذکر کرنا بند نہ کرو کہ خدا کی راہ میں مطالبہ کرنے والے خواہ وہ فقیر ہوں، غریب ہوں یا جماعت ہو یعنی خدا کی جماعت ہو ان اپنی نعمتوں کو چھپاؤ نہیں کہ کہیں وہ اس کی نسبت سے تم سے زیادہ مانگنا نہ شروع کر دیں۔ یہ اگر کسی کو نصیب ہو جائے تو یہ ایک رحمت ہے جس کے نتیجے میں ساری جماعت جُڑ جائے گی کیونکہ جو امیر غریبوں کو دے رہے ہوں، ذکر خیر کر رہے ہوں اللہ کا، اس کے نتیجے میں اس ذکرِ خیر کے ساتھ ساتھ اپنی نعمتوں میں غیروں کو شامل کر رہے ہوں اور اپنی جماعت کو جو خدا کی جماعت ہے اللہ کی خاطر یہ بیان کر کے کہ خدا نے ہمیں یہ بھی دیا ہے ہم یہ بھی پیش کرتے ہیں، وہ بھی دیا ہے ہم وہ بھی پیش کرتے ہیں ایسا کریں تو یہ شکر جو ہے رحمت ہے۔

اور اس کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 'جماعت رحمت ہے'۔ اب یہ جو فرمایا کہ جماعت رحمت ہے اس کا مضمون یہی ہے دراصل کہ ایسا شکر کرو گے تو جماعت بنو گے اگر ایسا شکر نہیں کرو گے تو جماعت نہیں بن سکتے، اکٹھے نہیں رہ سکو گے، بکھر جاؤ گے اور آگے پھر بیان فرمایا 'اور تفرقہ عذاب ہے'۔ پس تم اگر جماعت نہیں بنو گے تو ایک خدا کے قہر اور عذاب کا مورد بن جاؤ گے اور یہ سارا مضمون شکر سے تعلق رکھتا ہے تو شکر سے تعلق میں جو بھی گہرے مضامین رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں میں نے پسند کیا ہے کہ آپ کے سامنے ان کو میں کھول کھول کر بیان کروں تاکہ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک شکر گزاروں کی جماعت بن جائے۔

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اخذ کی گئی ہے۔ انہوں نے آنحضور ﷺ سے سنا کہ ایک شخص رستے میں جا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسافر کا واقعہ سنایا کہ ایک مسافر رستے پر جا رہا تھا کہ اس نے ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی دیکھی تو اسے ہٹا دیا۔ اللہ نے اس کی قدر دانی فرمائی اور اسے بخش دیا۔ اب اس کے پاس اور کچھ بھی نہ ہو خرچ کرنے کے لئے تو تکلیفیں دور کر دے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ آپ کبھی ایک ٹہنی ہٹا دیں تو آپ ساری عمر کی نیکیاں کما گئے۔ مضمون کی گہرائی میں اتر کے سمجھنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کسی عام انسان کا بیان نہیں ہے۔ یہ اس میں مضمر ہے کہ وہ ایک غریب شخص ہو گا۔ ایسا غریب شخص جو بنی نوع انسان کی خدمت کرنا چاہتا ہے لیکن کر نہیں سکتا۔ ایسا شخص بعض دفعہ دکھ دور کر کے خدمت کر دیا کرتا ہے رستے سے کانٹا ہٹا دیتا ہے تو ایک خدمت کر دیتا ہے۔ تو اس نے اس خیال سے جھاڑی ہٹائی کہ کسی ننگے پاؤں چلنے والے کے پاؤں کو نقصان نہ پہنچ جائے یہ بھی میرا ایک صدقہ ہے۔ تو فرمایا اس کی قدر دانی اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ چونکہ اس کے مزاج میں یہ بات داخل تھی وہ بنی نوع انسان کی بھلائی چاہتا تھا کہ اسے بخش دیا۔ (ترمذی باب ما جاء فی اماطة الاذی عن الطریق)

تو آپ میں سے وہ جو مثلاً وقف ہیں بنی نوع انسان کی خدمت پر جیسا کہ **اب ہومیو پیتھک کا جماعت میں ایک جوش پھیلا ہوا ہے، مفت دوائیں تقسیم کرتے ہیں، بیمار گھروں میں جا کر بھی ان کو پوچھتے ہیں تو اس کو معمولی کام نہ سمجھیں، یہ بخشش کا ایک بہانہ ہے۔** اور جو اللہ کی رضا کی خاطر اس کے بندوں کی تکلیفیں دور کرنے کے لئے محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کبھی بھلاتا نہیں کیونکہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ تھوڑے پر شکر کرو تو اللہ کے مقابل پر تو بندے کی ہر خدمت ہی تھوڑی ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ بندوں سے تو کہے کہ تھوڑے پر شکر کرو اور آپ تھوڑے پر شکر نہ کرے۔ آپ بھی شکر کرتا ہے اور بندے کی ہر خدمت تھوڑی ہے اس کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ تو گویا کہ ہر خدمت پر شکر کرتا ہے اور یہ بھی اسی شکر کی مثال ہے ایک کانٹا ہٹانے پر بھی خدا شکر کرتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرنا یہ ہے۔

ایک اور حدیث حضرت ابوہریرہؓ ہی کی لی گئی ہے ابن ماجه كتاب الزهد باب الورع والتقوىٰ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار ان کو مخاطب کر کے فرمایا اے ابوہریرہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کر تُو سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری ہو تو پھر عبادت نصیب ہوا کرتی ہے۔ اگر تقویٰ نہ ہو تو عبادت کیسی۔ **عبادت کی جان تقویٰ ہے، تقویٰ نہ ہو تو عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔** ناممکن ہے۔ **جتنا تقویٰ انسان کا بڑھے گا اتنا اس کی عبادت کا معیار بڑھے گا۔** فرمایا تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کر تُو سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔

اب حضرت ابوہریرہؓ سب سے بڑے عبادت گزار کیسے بن سکتے تھے۔ سب سے بڑے عبادت گزار تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ مگر آپ عبادت گزار سب سے بڑے بنے اس لئے تھے کہ آپ تقویٰ میں سب سے بڑے تھے۔ تو تُو کا محاورہ ایک محاورہ ہے، مراد ہے جو بھی تقویٰ میں سب سے آگے ہو گا وہ عبادت گزاری میں بھی سب سے زیادہ ہو جائے گا اور یہ بات اپنے نفس کو جانتے ہوئے آپؐ کر رہے تھے یہ خیالی فرضی بات نہیں ہے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بسا اوقات اپنی خوبیوں کو چھپانے کی خاطر اس رنگ میں کلام فرماتے تھے کہ عامۃ الناس کو پیغام بھی پہنچ جائے اور پتہ بھی نہ چلے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ہی بات کر رہے ہیں۔ اب یہ دیکھ لیں لازماً رسول اللہ ﷺ اپنی مثال دے رہے ہیں ورنہ ابوہریرہ بے چارے میں کیا مجال تھی کہ وہ تقویٰ میں سب دنیا سے آگے بڑھ جائے جبکہ تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا اور عبادت میں سب سے بڑھا ہوا سامنے موجود تھا، وہی بات کر رہا تھا۔

پھر فرمایا قناعت اختیار کر تُو سب سے بڑا شکر گزار شمار ہو گا۔ اب وہی مضمون جو میں پہلے آپ کے سامنے عرض کر چکا ہوں قناعت کا شکر سے بہت گہرا تعلق ہے۔ قناعت کا مطلب ہے تھوڑے پر بھی راضی ہو جانا اور قناعت ایسی کہ دنیا کا سب سے زیادہ شکر گزار بن جائے۔ یہ رسول اللہ کی قناعت کے سوا کسی اور قناعت کا ذکر ہو ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا اس وقت اور آج یا آئندہ یا اس سے پہلے کبھی کوئی ایسا پیدا ہوا ہو جس نے قناعت ایسی اختیار کی ہو کہ خدا کا سب سے زیادہ شکر گزار بندہ بن گیا ہو۔ تو ابوہریرہ کو مخاطب کر کے وہ باتیں کہہ رہے ہیں جو اپنی سیرت کے نمونے ہیں۔

قناعت کے مضمون میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر اگر آپ غور کریں تو یہ مضمون بھی داخل ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے بے انتہا دیا مگر آپ میں یہ حوصلہ تھا کوئی بناوٹ نہیں تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کی خاطر اس کے بندوں میں تقسیم کر دیا اور بعینہٖ یہ یہی سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا سے سیکھی تھی۔ اب اس پر اگر آپ تصنع سے کوشش کریں گے تو آپ ہار جائیں گے اور ہو سکتا ہے ٹوٹ کر رہ جائیں۔ **مگر اگر قناعت کے مضمون کو سمجھتے ہوئے شکر ادا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے تو رفتہ رفتہ آپ کا حوصلہ بڑھنے لگے گا اور جو نعمت اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کرتا چلا جائے گا آپ اس میں دوسروں کو شریک کرتے رہیں گے۔**

پھر فرمایا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تم قناعت بھی کر رہے ہو، شکر بھی ادا کر رہے ہو اللہ کا لیکن اپنے لئے کچھ اور پسند کرو، دوسروں کے لئے کچھ اور پسند کرو۔ اس میں صدقات کی حکمت سکھا دی گئی ہے اور اس حکمت پر غور بہت ضروری ہے۔ پھٹے پرانے کپڑے غریبوں میں تقسیم کرنا ہرگز صدقہ نہیں ہے۔ ایسا کھانا غریبوں میں تقسیم کرنا جس میں کچھ بدبو پیدا ہو چکی ہو یہ ہرگز صدقہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں جو اپنے لئے پسند کرو وہ دوسروں کے لئے پسند کرو۔ تو جب بھی آپ خدا کی خاطر صدقہ دینا چاہیں تو اپنے کپڑوں میں سے بھی اچھے چنا کریں اور ایسے حال میں چن لیا کریں جب آپ ان کو خود پہنیں تو آپ کو شرم نہ آئے جو اگر پرانا بھی ہو تو وہ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر ہو گا کیونکہ اس پرانے میں ابھی اتنی بوسیدگی نہیں آئی کہ آپ اسے پھینک دیں یا اسے پہنتے وقت شرم محسوس کریں۔ پہنا ہوا کپڑا آپ استعمال کریں تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک دفعہ حضرت نواب صاحب کا پہنا ہوا کوٹ خود استعمال کر لیا تھا۔ کیونکہ آپ نے اس نیت سے بھیجا تھا کہ کسی ضرورت مند کو جو اس کو پہن کر شرم محسوس نہ کرے یا ضرورت مند کو دے دیا جائے۔ چونکہ خود وہ سمجھتے تھے کہ میرے پہننے کے لائق نہیں رہا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عظیم سبق سکھایا کہ وہ کوٹ اپنے لئے لے لیا اور خود پہنا جس کا مطلب یہ تھا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا بھی پردہ رکھ لیا، یہ کوٹ ابھی ایسا رڈی نہیں ہوا کہ کوئی پہن نہ سکے، میں پہن رہا ہوں اور پھر مجھے اب یاد نہیں وہ کوٹ کسی کو دیا تو پہننے کے بعد دیا ہو گا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایک رڈی اور بیکار چیز دی گئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو پھٹا پرانا بھی ایک نعمت عظمیٰ ہوا کرتا تھا۔

تو یہ مضمون ہے جو اس کو سمجھ لیں اپنے کپڑے اس وقت لوگوں کو دیا کریں جب وہ ابھی آپ


SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

**Signal Master Satellite Limited**
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

کے کام کے ہوں اور نیا دے سکیں تو نیا بھی دیں اور نیا خرید کر بھی دے سکتے ہوں تو نیا خرید کے بھی تحفے دیں۔ تو اپنے تحفوں میں اپنی پسند کو ملحوظ رکھیں جو چیز پسند ہو وہ دیا کریں۔ کھانا پسند ہو جو پسند کھانا ہے وہ دیا کریں، جو کپڑا پسند ہے وہ پسند والا کپڑا دیا کریں۔ فرمایا یہ کیوں ضروری ہے۔ مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اگر تم سچے مومن ہو، ایمان لاتے ہو اللہ پر اور ایمان کا ایک معنٰی ہے اس پر توکل اور انحصار کرنا، اس کی حفاظت میں آجانا تو پھر یہ طریق اختیار کرو اور سچے مومن بن کر لوگوں کو اپنی پسند کی چیزیں دیا کرو۔

پھر فرمایا جو تیرے پڑوس میں بستا ہے اس سے اچھے پڑوسیوں والا سلوک کرو تو سچے اور حقیقی مسلم کہلا سکو گے یعنی پڑوسیوں کو کسی قسم کا دکھ نہ دو انہیں تمہاری طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ امن میں ہوں۔ مسلم کا معنٰی ہے جس سے ایک انسان امن میں ہو۔ تو پڑوسی تم سے امن میں ہوں تو پھر سب دنیا تم سے امن میں ہے اگر پڑوسی ہی امن میں نہیں تو دنیا میں کوئی بھی تم سے امن میں نہیں ہوگا۔

اور آخر پہ یہ کہ کم ہنسا کرو اور بہت زیادہ قہقہے لگانا اور ہنسنا، قہقہے تو ترجمے والوں نے لکھ دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کثرت سے ہنستے ہی چلے جانا اور یہی عادت ثانیہ، فطرت ثانیہ بنا لینا کہ ہر وقت مخول اور ٹھٹھے کا شغل ہے اور کبھی بھی آنکھیں خدا ترسی میں آنسو نہیں بہاتیں، سنجیدہ باتوں میں دل بالکل نہیں لگتا صرف تمسخر، صرف مذاق اگر یہ کرو گے تو پھر تمہارا دل مردہ ہو جائے گا، کچھ بھی اس میں جان باقی نہیں رہے گی۔

پس جماعت احمدیہ زندہ دلوں کی جماعت ہے ان کے دل اس طرح زندہ ہونگے جیسے رسول اللہ ﷺ نے ان کو زندہ کرنے کے سبق ہمیں سکھا دئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اور قادیان کے جو باشندے اس خطبے کو سن رہے ہوں وہ یہ یاد رکھیں کہ بہت سے غریب ان میں سے ہیں ان کو قانع بنائیں ان کو شکر گزار بنائیں اور ان کے سینوں میں زندہ دل پیدا کریں۔ تو انشاء اللہ یہی دس ہزار جو ہیں یہ لکھو کھہا بلکہ کروڑوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

جلوہ گر دیکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا فَلْيَسْتَجِيبُوْا لِي میں یہ پیغام ہے کہ دعا کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ بھی میری باتوں کا اس طرح جواب دیں جس طرح محمدؐ رسول اللہ نے جواب دیا۔ اور ویسا ایمان لائیں جیسا محمدؐ رسول اللہ ایمان لائے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ رمضان کی جو خاص راتیں آرہی ہیں ان میں اس طریق پر عمل کریں گے تو اللہ کے فضل سے لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے آخری عشرہ سے تعلق رکھنے والی احادیث نبویہ بھی پیش فرمائیں اور بتایا کہ ان دنوں کو خاص عظمت دی گئی ہے اور ان ایام میں آنحضرتؐ نے خاص طور پر تہلیل یعنی لا اله الا الله کا ورد کرنے، اللہ تعالیٰ کی توحید کا کثرت سے ذکر کرنے اور تکبیر یعنی اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرنے اور تحمید یعنی اللہ کی حمد کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ایک اور حدیث کے حوالے سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے بھی قریب تھا۔ حضور نے رمضان کے آخری عشرہ میں آنحضرتؐ کے عبادت میں غیر معمولی انہماک اور محنت کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے اعتکاف سے متعلق بھی احادیث نبویہ کی روشنی میں احباب کو بتایا اور معتکفین کو ضروری نصائح فرمائیں۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں معتکفین کے حجرے اس طرح اتنے قریب نہیں ہوتے تھے کہ دوسرے کی عبادت میں مخل ہوں۔ آنحضرتؐ نے ایک موقعہ پر اپنے حجرۂ اعتکاف سے باہر آکر فرمایا کہ نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اونچی آواز سے تلاوت نہ کرو اس سے دوسرے کی تلاوت اور عبادت میں خلل واقع ہوگا۔ حضور انور نے دعا کے آداب کے متعلق بھی بتایا کہ پہلے تسبیح و تحمید اور درود پڑھنا ضروری ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک حدیث میں ہے کہ خدا سجدہ میں سب سے زیادہ بندے کے قریب ہوتا ہے۔ اسلئے سجدہ کی حالت میں کثرت سے دعا کیا کرو۔ دوسری طرف احادیث میں ذکر ملتا ہے کہ آنحضرتؐ تہجد میں دیر تک قیام فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ حضور نے ان احادیث کے تطابق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی روح ہر حال میں خدا کے حضور سجدہ ریز رہتی تھی خواہ آپ قیام کی حالت میں بھی ہوں۔ اس لئے جب تک روح سجدہ نہ کرے آپ اللہ کے قرب کے نظارے نہیں دیکھ سکتے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس روایت کا ذکر بھی فرمایا جس میں بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے عمرہ پر جانے کے لئے اجازت طلب کی تو حضور اکرم نے ان سے فرمایا کہ میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کسی بڑائی کے احساس سے خوش نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ اپنی فراست سے سمجھ گئے تھے کہ اس ارشاد میں میری دعاؤں کی قبولیت کی بشارت ہے۔ کیونکہ اگر آنحضرتؐ کو یہ یقین نہ ہوتا کہ حضرت عمر کی دعائیں قبول ہونگی تو وہ آپ کو کبھی دعا کے لئے نہ کہتے۔ پس آپ کو اس ارشاد نبوی سے دراصل اپنی دعاؤں کی قبولیت کی خوشخبری عطا کی گئی تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت عائشہؓ کی روایت میں مذکور اس دعا کا بھی ذکر فرمایا جس کے متعلق آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر ملے تو یہ دعا کرو، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي. حضور نے فرمایا کہ عفو کا بخشش سے پہلے کا مقام ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی دعاؤں میں ہم سب کو، ساری جماعت کو شامل کیا کریں، ساری دنیا کو ہی شامل رکھیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ اس رمضان کے فیض سے ساری جماعت احمدیہ سب دنیا کو فیضیاب کرنے والی ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیت کریمہ کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس بھی پیش فرمایا اور ساتھ ساتھ اس کی ضروری وضاحتیں فرمائیں اور اس کے مطالب کو اچھی طرح سمجھایا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ مضمون انشاء اللہ اگلے خطبہ میں بھی جاری رہے گا۔ ❀❀❀

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ ۱۴

اعلان کرتے ہوئے فرمایا "مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مضمون بھی سمجھایا جس کا میں یہاں اعلان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا گھر بنانے کے شکرانے کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اس طرح یہ حمد کی عملی شکل ہوگی"۔

اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو غیر معمولی قبولیت عطا فرمائی۔ حضور انور نے بھی اپنا وعدہ دس ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ کر دیا اور فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ جلسہ جوبلی تک ہم کم از کم ایک کروڑ روپے کی لاگت سے مکان بنا کر غرباء کو مہیا کر دیں"۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے آج اس تحریک کے تحت ربوہ میں پانچ مرلہ کے رقبہ والے نوّے مکانات چار بلاکس میں بیوت الحمد کالونی میں تعمیر ہو چکے ہیں۔ کالونی کے ساتھ ہی ایک وسیع رقبے پر مشتمل نئی جلسہ گاہ کے لئے خریدی گئی زمین بھی دکھائی دیتی ہے۔ چودہ ایکڑ پر پھیلی ہوئی اس کالونی کو پانچ بلاکس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پانچواں بلاک زیر تعمیر ہے جس میں سات مرلہ پر مشتمل مکانات تعمیر کئے جا رہے ہیں اور دس مکانات مکمل ہو چکے ہیں۔ ہر مکان کی پیشانی پر اس کا نمبر درج ہے۔ بیرونی دروازہ لوہے کا بنا ہوا ہے۔ ڈرائینگ روم، بیڈ رومز اور کچن کے علاوہ برآمدہ بھی بنایا گیا ہے۔ اور ہر مکان میں ایک طرف چھوٹی گلی بھی بنائی گئی ہے۔ بیوت الحمد کالونی کے بارے میں ایک تعارفی مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۷/جون ۹۸ء میں مکرم فضیل عیاض احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

کالونی میں داخل ہوتے ہی گلاب کے خوبصورت پودوں کا ایک باغیچہ آپ کو دکھائی دے گا۔ ایک وسیع مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جس کے چاروں طرف پودے اور پھول لگائے گئے ہیں۔ ایک ڈسپنسری اور ایک پرائمری سکول کی عمارت بھی تعمیر کی گئی ہے۔ سکول کے ساتھ ہی امرود کا ایک باغ بھی لگایا گیا ہے نیز بچوں کے کھیلنے کے لئے مختلف پارکس بھی بنائے گئے ہیں۔ ایک ٹیوب ویل بھی لگایا گیا ہے اور ٹینکی کے ذریعے پانی پوری کالونی میں فراہم کیا جاتا ہے۔ ہر بلاک کے وسط میں بچوں کے لئے جھولے لگائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی میدان اور پارک بنائے گئے ہیں اور ان سب میں گھاس لگائی گئی ہے۔ الغرض یہ کالونی ایک نہایت خوبصورت اور پاکیزہ نظارہ پیش کرتی ہے اور اپنی زبان سے کہہ رہی ہے:

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دنیا میں غنی ہوگا

☆ ☆ ☆

## آنحضور ﷺ کی تعدّد ازدواج کی وجہ

آنحضور ﷺ کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں تھا اور آپؐ کی تعدّد ازدواج کی بنیاد بھی حکمت پر تھی۔ آپؐ کے ہر نکاح کی بنیاد میں ہمدردی یا مختلف اقوام میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنا اور دینی اغراض نظر آتی ہیں اور اس میں ذرہ بھر بھی نفسانیت کا دخل نہیں دکھائی دیتا۔ حیات مبارکہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ پچپن سال کی عمر تک آپؐ کے نکاح میں ایک سے زیادہ بیوی نہیں تھی اور اسی طرح جب آپؐ نے دعویٰ نبوت فرمایا تو عرب سرداروں کی اس پیشکش کو رد کر دیا کہ جس لڑکی سے بھی آپؐ نکاح کرنا چاہیں اُس کا انتظام کر دیا جائے گا۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت عائشہؓ آپؐ کی واحد زوجہ محترمہ تھیں جو کنواری تھیں۔ باقی سب ازواج مطہرات بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ اس موضوع پر ماہنامہ "مصباح" ربوہ جولائی ۹۸ء میں مکرمہ نبیلہ رفیق صاحبہ کے قلم سے ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت صفیہؓ ایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں اور تاریخ گواہ ہے کہ آپؓ کے ساتھ آنحضور ﷺ کے نکاح کے بعد یہود نے مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شرکت نہیں کی۔

حضرت امّ حبیبہؓ مشہور دشمن اسلام ابو سفیان کی بیٹی تھیں۔ ابوسفیان مسلمانوں کے خلاف ہر جنگ میں پیش پیش رہتا تھا حتّٰی کہ عربوں کی جنگ کا نشان بھی اُسی کے گھر میں رکھا گیا تھا۔ وہ جنگ احد، حمراء الاسد، بدر الاخریٰ اور جنگ احزاب میں کفار کی قیادت کرتا رہا۔ لیکن حضرت امّ حبیبہؓ کے نکاح کے بعد وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔

حضرت جویریہؓ کا باپ مشہور رہزن اور ڈاکو تھا اور مسلمانوں سے بے حد بغض اور عداوت رکھتا تھا۔ قبیلہ بنو مصطلق اُسی کے اشارے پر مسلمانوں کے خلاف سرگرمیوں میں مشغول رہتا۔ مگر اس نکاح کے بعد یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نظر نہیں آتا بلکہ ڈکیتی کا کام چھوڑ کر ایک مہذب زندگی اختیار کر لیتا ہے۔

اہل نجد ایسے دشمنِ اسلام تھے جنہوں نے دھوکہ دے کر ستر حفاظ صحابہ کو شہید کر دیا تھا۔ حضرت میمونہؓ سے نکاح کے بعد اس قبیلہ کے ساتھ دوستی اور صلح کا نیا باب کھل گیا کیونکہ نجد کے سردار کے گھر حضرت میمونہؓ کی بہن تھیں۔

حضرت زینبؓ بنت جحش کے ساتھ نکاح کرکے آنحضور ﷺ نے عرب معاشرہ کی اُس بُری رسم کا خاتمہ کیا جس کے مطابق عرب اپنے متبنّیٰ کو اصلی اولاد سمجھتے اور اسے وراثت میں حصہ دیتے تھے۔

تاریخ گواہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد امت مسلمہ نے جتنا دینی علم امہات المؤمنین سے سیکھا، کسی اور سے نہیں سیکھا۔ حضرت عائشہؓ احادیث کی بہت مستند راوی اور قابل احترام شخصیت تسلیم کی جاتی ہیں۔ آپؓ کو وہ تمام خطبات حرف بہ حرف یاد تھے جو آنحضور ﷺ مختلف وفود کے ساتھ مجلس میں یا خطبہ جمعہ میں بیان فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت امّ سلمہؓ بھی دین کا بہترین شعور رکھنے والی تھیں اور آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد آپؓ نے اپنی تقریری صلاحیت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے خواتین میں علم و معرفت کے

بقیہ:قبولیت دعا کے گر | از صفحہ نمبر ۳

ہو جائے کہ جو کچھ وہ میرے متعلق کہتا ہے وہ سب درست ہے۔ تو حمد خدا تعالیٰ کی سب صفات کو جوش میں لے آتی ہے اور سب صفات جمع ہو کر ایک طرف جھک جاتی ہیں تاکہ اس بندہ کا کام کردیں۔

## دعا سے پہلے اپنے کپڑوں اور بدن کو صاف کریں

اس کے علاوہ دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی یاد رکھو کہ **دعا کرنے سے پہلے اپنے کپڑوں اور بدن کو صاف کرو۔** گو ہر ایک دعا کرنے والا نہیں سمجھتا اور نہ محسوس کرتا ہے مگر جو محسوس کرتے یا کر سکتے ہیں ان کا تجربہ ہے کہ جب انسان دعا کرتا ہے تو اسے خدا تعالیٰ کا ایک قرب حاصل ہو جاتا ہے اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے حضور کھنچی جاتی ہے گو دیکھنے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ خدا نظر آرہا ہے مگر جس طرح خواب میں روح کو جسم سے آزاد کر دیا جاتا ہے اسی طرح اس وقت خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے روح الگ کی جاتی ہے۔ چونکہ روح کی صفائی جسم کی صفائی سے تعلق رکھتی ہے اور روح کی ناپاکی جسم کی ناپاکی سے۔ اس لئے اگر جسم ناپاک ہو تو روح پر بھی اس کا ناپاک ہی اثر پڑتا ہے اور اگر جسم پاک ہو تو روح پر بھی اس کا پاک ہی اثر پڑتا ہے۔ ایک واقعہ لکھا ہے واللہ اعلم کہاں تک درست ہے، مگر ہے نتیجہ خیز۔ لکھا ہے کہ کسی شہزادی نے ایک معمولی شخص سے شادی کر لی۔ جب وہ دونوں خلوت میں جمع ہوئے تو چونکہ مرد نے کھانا کھا کر ہاتھ نہ دھوئے تھے اس لئے ہاتھوں کی بُو سے اسے اتنی تکلیف ہوئی کہ اس نے کہا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ اس کے ہاتھ کاٹ دئے گئے۔ گو خدا تعالیٰ پر کسی کے گندہ اور ناپاک ہونے کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا مگر خدا تعالیٰ ہر ایک گند اور ہر ایک ناپاکی کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تمام عبادتوں کے لئے صفائی کی شرط ضروری قرار دی ہے۔ جس طرح وہ شخص جو پیشاب سے بھرے ہوئے کپڑوں کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ دعائیں جو ایسی حالت میں کی جائیں وہ بھی قبول نہیں ہوتیں۔ بلکہ جب کوئی انسان گندی حالت میں خدا کے حضور پیش ہوتا ہے تو بجائے فائدہ اٹھانے کے وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ یہی سرّ ہے کہ صوفیاء نے دعائیں کرنے کا لباس الگ بنا رکھا ہوتا ہے جسے خوب صاف ستھرا رکھتے اور خوشبوئیں لگاتے ہیں۔ **تو دعا کے قبول ہونے کا یہ بھی ایک طریق ہے کہ دعا کرنے سے پہلے انسان اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا کر لے۔** جو شخص غریب ہے وہ اس طرح کر سکتا ہے کہ ایک الگ جوڑا بنا رکھے اور اسے صاف کر لیا کرے۔ اس طرح دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

## علیحدہ جگہ اور خاموش وقت کا انتخاب کریں

پھر دعا کی قبولیت کے لئے ایک اور طریق ہے اور وہ یہ کہ دعا کے لئے ایک ایسا وقت اور جگہ انتخاب کرے جہاں خاموشی ہو۔ مثلاً اگر دن کا وقت ہے تو جنگل میں کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں سمجھے کہ کوئی میرے خیالات میں خلل انداز نہیں ہو سکے گا۔ یا رات کے وقت جبکہ سب لوگ سوئے ہوئے ہوں دعا کرے۔ اس طرح یہ ہوتا ہے کہ خیالات پراگندہ نہیں ہونے پاتے۔ جب کسی ایسی جگہ یا ایسے وقت دعا کی جاتی ہے کہ ادھر سے آوازیں آتی رہتی ہیں تو دعا کی طرف خاص توجہ نہیں ہو سکتی۔ اس طرح توجہ کبھی کسی طرف چلی جاتی ہے اور کبھی کسی طرف۔ چونکہ انسان کی طبیعت میں تجسّس کا مادہ ہے اس لئے ذرا سی آواز آنے پر جھٹ ادھر متوجہ ہو جاتا ہے تا معلوم کرے کہ کیا ہوا ہے۔ اس سے بچنے کے لئے وہ لوگ جن کو جلوت سے خلوت میسر نہیں آسکتی یا آتی ہے مگر بہت تھوڑی دیر کے لئے وہ ایسے وقت دعا کریں جبکہ خاموشی ہو یا ایسی جگہ کریں جہاں کسی قسم کا شور نہ ہو۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے آپ جنگل میں تنہا چلے جایا کرتے تھے۔ اس بات کا علم اکثر لوگوں کو نہیں ہے مگر آپ اس راستہ سے جو میاں بشیر احمد کے مکان کے پاس سے گزرتا ہے دس بجے کے قریب سیر کو جانے کے علاوہ اکیلے بھی جایا کرتے تھے۔ ایک دن جو آپ جانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دیر چلے تو واپس لوٹ آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے پہلے تم جانا چاہتے ہو تو ہو آؤ، میں بعد میں جاؤں گا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ آپ اکیلے جانا چاہتے تھے۔ میں واپس آگیا۔ غرضیکہ علیحدہ جگہ اور خاموش وقت میں خاص توجہ سے دعا کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ توجہ کے لئے کوئی بیرونی روک نہیں ہوتی اس لئے طبیعت کا زور ایک ہی طرف لگتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کسی گزشتہ خطبہ میں بتایا تھا جب تمام زور ایک طرف لگتا ہے تو اپنے راستہ کی ہر ایک روک کو بہا کر لے جاتا ہے۔

## اپنے نفس کی کمزوریوں کا مطالعہ کریں

پھر ایک یہ بھی طریق ہے کہ جب کوئی انسان کسی معاملہ کے متعلق دعا کرنے لگے تو پہلے اپنے نفس کی کمزوریوں کا مطالعہ کرے اور اتنا مطالعہ کرے، اتنا کرے کہ گویا اس کا نفس مر ہی جائے اور اسے اپنے نفس سے گھن آنی شروع ہو جائے اور نفس کہہ اٹھے کہ تو بغیر کسی بالا دست ہستی کی مدد اور تائید کے خود کسی کام کا نہیں ہے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ جب نفس کی یہ حالت ہو جائے تو دعا کی جائے ایسی حالت میں جس طرح ایک بے دست و پا بچہ کی ماں باپ خبر گیری کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے بندے کی کرتا ہے۔ ماں باپ کو دیکھو جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں خود کھاؤ پیو۔ مگر دودھ پیتے بچے کی ہر ایک ضرورت اور احتیاج کا انہیں خود خیال اور فکر ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور بھی انسان کو اپنے نفس کو اسی طرح ڈال دینا چاہئے جس طرح دودھ پیتا بچہ ماں باپ کے آگے ہوتا ہے۔ لیکن اگر نفس فرعون ہو اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہو تو اس کی کوئی بات قبول نہیں ہو سکتی۔ اس لئے سب سے پہلے انسان کو چاہئے کہ اپنے نفس کو بالکل گرا دے یہ بندے اور خدا میں تعلق پیدا ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس سے دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے انعامات پر نظر کریں

ایک یہ بھی طریق ہے کہ جب انسان دعا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کو اپنی آنکھوں کے سامنے لے آئے کیونکہ انسان کو خواہش اور امید کام کروایا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے دیکھنے کے لئے سر سے پاؤں تک خوب غور کرے اور دیکھے کہ اگر میری فلاں چیز نہ ہوتی تو مجھے کس قدر تکلیف اور نقصان ہوتا۔ مثلاً اس طرح نقشہ کھینچے کہ اگر میرے ہاتھ نہ ہوتے اور کوئی دوست مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاتا تو میں کیا کرتا۔ یا پیاس لگی ہوتی تو پانی کس طرح پی سکتا۔ پیشاب کرنا ہوتا تو ازار بند کس طرح کھولتا اور پھر باندھ سکتا۔ غرضیکہ اسی طرح ہر ایک چیز کو دیکھے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے انعام اور فضل کا ایسا نقشہ کھینچے کہ اس کا رُواں رُواں خدا کی محبت اور الفت سے پر ہو جائے۔ اس وقت اس کے دل پر جوش اور شوق سے امید ایک ایسی لہر مارے گی کہ وہ جو دعا کرے گا وہ قبول ہو جائے گی۔ کیونکہ جب وہ دیکھے گا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بغیر مانگے اور سوال کئے اس قدر انعامات دے رکھے ہیں تو مانگنے سے کیوں نہ دے گا۔ جب اس کو یہ یقین ہو جائے تو جو مانگے گا وہ مل جائے گا۔

## اللہ کے غضب سے ڈریں

ایک طریق یہ بھی ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے انعامات کو نظر کے سامنے لانا چاہئے اسی طرح اس کے غضب کو سامنے لایا جائے۔ اور جس طرح یہ سوچا تھا کہ اگر میرا فلاں عضو نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ اسی طرح یہ سوچے کہ یہ انعام جو مجھے دئے گئے ہیں یہ چھین لئے جائیں تو پھر کیا ہو؟۔ اور یہ بھی دیکھے کہ بہت سے لوگ تھے جن پر میری طرح ہی خدا تعالیٰ کے انعام تھے مگر ان سے چھین لئے گئے۔ اس بات کے لئے تباہ شدہ گھر اور ہلاک شدہ بستیاں یا اپنے جسم کا ہی کوئی تباہ شدہ حصہ کافی سبق دے سکتا ہے۔ وہ اسے دیکھے اور پھر دعا کرے۔ یہ دعا خوف اور طمع کی دعا ہوگی جس کو قرآن کریم نے بھی بیان کیا ہے۔ ایک طرف اس کے خوف ہوگا اور دوسری طرف طمع۔ یہ دو دیواریں ہونگی جو اسے دنیا سے کاٹ کر اللہ کی طرف مائل کر دیں گی اور اس طرح اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

## اپنی حالت کو چُست بنائیں

پھر جب کوئی شخص دعا کرنے لگے تو اپنی حالت کو چست بنائے کیونکہ جس طرح نفس مردہ ہو تو اس کا اثر جسم پر پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر جسم مُردہ ہو تو اس کا اثر نفس پر پڑتا ہے۔ جب کوئی سستی کی حالت اختیار کرتا ہے تو اس کے نفس پر بھی سستی چھا جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز میں قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ جتنی حالتیں رکھی گئی ہیں وہ سب چستی کی رکھی ہیں۔ تو جسم کی سستی کا اثر روح پر اور خیالات پر ہوتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے کے وقت انسان کو چستی کی حالت میں ہونا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ سجدہ میں جائے تو کہنیاں زمین پر گرا دے۔ مجھے ہمیشہ اس بات کا شوق لگا رہتا ہے کہ میں شریعت کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے حکم میں بھی معلوم کروں کہ کیا حکمت ہے۔ اس وجہ سے میں نے اس بات پر غور کرنے کے لئے کہ کیوں حکم ہے کہ سجدہ کرتے وقت کہنیاں زمین پر نہ گرائی جائیں نوافل میں کہنیاں گرا کر دیکھا ہے اس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اگر پہلے بڑے زور سے دعا ہو رہی ہو تو اس طرح کرنے سے رک گئی ہے اور جب کہنیاں اٹھائی ہیں تو پھر وہی حالت پیدا ہو گئی ہے جو پہلے تھی۔ تو دعا کرتے وقت چستی ہونی چاہئے اور وہ چستی جو امید کی چستی ہوتی ہے نہ کہ کوئی اور۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبان سے دعا زیادہ عمدگی سے نکلتی ہے اور مختلف پیرایوں میں دعا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

## دعاؤں میں تدریج اختیار کریں

پھر ایک طریق یہ بھی ہے کہ جب کسی اہم امر کے متعلق دعا کرنے لگو تو اس سے پہلے چند اور دعائیں کر لو اور پھر اصل دعا کرو۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے یہ بات رکھی ہے کہ اس کا ہر ایک کام آہستگی سے شروع ہوتا ہے اور جب وہ شروع ہو جاتا ہے تو پھر ترقی کرتا جاتا ہے۔ گویا اس کے کاموں میں تیزی آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہے نہ کہ یکلخت۔ اس لئے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی مقصد کے لئے دعا کرتا ہے لیکن کچھ عرصہ بعد کامیابی نہ دیکھ کر کرنے سے رہ جاتا ہے۔ وجہ یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ جلدی دعا قبول ہو جائے حالانکہ وہ جلدی نہیں ہونے والی ہوتی۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ کسی اہم معاملہ کے متعلق دعا کرنے سے پہلے اور دعائیں کی جائیں۔ جب ان کی وجہ سے ان میں تیزی اور چستی پیدا ہو جائے گی اور اس کے خیالات بلند ہو جائیں گے اس وقت اپنے خاص مقصد کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دے۔

## پہلے ایسی دعائیں مانگیں جنہیں خدا تعالیٰ ضرور قبول کر لیتا ہے

اس کے لئے ایک اور بہتر طریق یہ بھی ہے کہ انسان پہلے ایسی دعائیں مانگے جنہیں خدا تعالیٰ ضرور قبول کر لیتا ہے۔ دفاتر میں جو ہوشیار کلرک ہوتے ہیں وہ اسی طرح کیا کرتے ہیں کہ اگر ان کا منشاء ہو کہ ہمارا افسر فلاں درخواست کو نامنظور

کرے تو اس کے سامنے چار پانچ ایسی درخواستیں پیش کر دیتے ہیں جن کے متعلق انہیں پورا یقین ہو کہ نامنظور کی جائیں گی۔ جب افسر ان کو نامنظور کر چکتا ہے اور خاص طور پر برافروختہ ہوتا ہے تو نامنظور کرانے والی کو پیش کر دیتے ہیں اس طرح وہ بھی نامنظور ہو جاتی ہے۔ اور جب کسی درخواست کے متعلق ان کا یہ منشاء ہو کہ منظور ہو جائے تو پہلے ان امور کو پیش کر دیتے ہیں اور اس طرح وہ منظور ہو جاتی ہے اس طرح کام کرنے والے اور ہوشیار کلرک کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی نکتہ نواز ہے۔ افسر کبھی تو جان بوجھ کر بھی کسی نامنظور کرنے والی درخواست کو منظور کر لیتا ہے کہ اس نے چونکہ ہمیں خوش کیا ہے اس لئے ہم بھی اس کو خوش کر دیں۔ لیکن کبھی وہ نادانی سے ایسا کر بیٹھتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان ہی ایسی ہے کہ اس کو کبھی دھوکہ نہیں لگ سکتا۔ اس لئے وہ خوش ہی ہو کر بات قبول کرتا ہے۔ پس کسی خاص معاملہ کے قبول کرانے کے لئے پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہئیں جن کو خدا تعالیٰ نے قبول ہی کر لینا ہو۔ مثلاً یہ کہ الٰہی! دین اسلام کی بڑے زور شور سے اشاعت ہو، تیرا جلال اور قدرت ظاہر ہو، تیرے انبیاء کی عزت اور توقیر بڑھے۔ خدا تعالیٰ کہے گا ایسا ہی ہو۔ اس طرح دعائیں کرتے کرتے اپنا مقصد بھی پیش کر دیں کہ الٰہی یہ بات بھی ہو جائے۔ تو دعا قبول کرانے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔ اس طرح کرنے سے تیزی اور چستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے دعا نہایت عمدگی اور خوبی سے کی جا سکتی ہے اور دوسرے سے خدا تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے اور جب اس کے خوش ہونے کی حالت میں دعا پیش کی جائے گی تو وہ ضرور قبول ہو جائے گی۔

### جگہ کا بھی قبولیت دعا سے خاص تعلق ہوتا ہے

ایک طریق یہ ہے کہ ایسی جگہ دعا مانگی جائے جو بابرکت ہو کیونکہ جگہ کا بھی قبولیت دعا سے خاص تعلق ہوتا ہے۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا کی کسی چیز کا کوئی اثر اور کوئی حرکت ایسی نہیں ہوتی جو ضائع جاتی ہو بلکہ ہر ایک چیز کی خفیف سے خفیف حرکت بھی قائم اور محفوظ رہتی ہے۔ پس جب کسی اچھی چیز سے انسان کا تعلق ہوتا ہے تو اس انسان کا خاص اثر اس پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ مدینہ اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کا کسی اور جگہ پڑھنے سے بہت زیادہ درجہ بتایا ہے۔ کیا وہاں کے پتھر اور گارا کوئی خاص قسم کے ہیں۔ نہیں، بلکہ جگہیں برکت والی ہیں۔ اور جو ان میں نماز پڑھتا ہے اس پر اچھا اثر ہوتا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انسان سے برکت چلی جاتی ہے۔ قومیں بے برکت ہو جاتی ہیں کیونکہ یہ اپنی نادانی اور بے وقوفی سے اس دُرِّ بے بہا کو کھو دیتی ہیں۔ مگر بے جان اشیاء میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت ڈالی جاتی ہے وہ کبھی نہیں جا سکتی اور ہمیشہ کے لئے رہتی ہے (سوائے نہایت خاص وجوہ کے یا خطرناک بداعمالی کے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ" (الرعد: ۱۲) کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم پر احسان اور فضل کرتا ہے تو اس وقت تک اس میں تغیر نہیں کرتا اور اسے نہیں ہٹاتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں تغیر نہ پیدا کرے۔ تو انسان اپنی بداعمالیوں اور بدافعالیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل کو اپنے اوپر سے بند کر لیتا ہے لیکن ایک بے جان چیز ایسا نہیں کر سکتی اس لئے اس پر ہمیشہ کے لئے فضل قائم رہتا ہے۔ دیکھو مدینہ کے لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہیں کہ جس طرح وہاں کے لوگوں کی دعائیں آنحضرت ﷺ کے وقت پوری ہوتی تھیں اس طرح آج ان کی نہیں ہوتیں۔ مکہ کے رہنے والوں کی بھی یہی حالت ہے۔ وہاں آج بھی دعائیں قبول ہونے کا ویسا ہی اثر ہے جیسا کہ پہلے تھا کیونکہ وہاں کی اینٹیں گارا اور زمین نہیں بگڑی بلکہ آدمی بگڑ گئے ہیں۔ تو جن جگہوں پر خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو جاتا ہے وہ پھر کبھی نہیں رکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا خزانہ ایسا وسیع ہے کہ جس کے خالی ہونے کا کبھی خیال بھی نہیں آ سکتا۔ جن مقامات پر خدا تعالیٰ نے فضل کر دیا ہے پھر ان سے کبھی منفصل نہیں ہوتا۔ اس لئے خاص مقامات میں دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ جب دعا کرنے لگے تو ایسے ہی مقام کو چن کر کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک مصلّٰی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں جب کبھی اس مصلے پر بیٹھ کر دعا کرتا ہوں۔ خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔ تو خاص اشیاء میں خاص برکت کی وجہ سے خاص ہی اثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے اور صحابہؓ کرام نے اس پر عمل کیا ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے ایک خاص جگہ معین کر دیتے تھے۔ جہاں سوائے عبادت کے اور کام نہیں کئے جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بیت الدعا بنایا ہوا تھا تو یہ بھی دعا کے قبول ہونے کا ایک طریق ہے۔

یہ بہت سے طریق میں نے آپ لوگوں کو بتائے ہیں۔ دیر ہو گئی ہے ورنہ میں ابھی اور بھی کئی ایک طریق بتا سکتا تھا۔ یہ باتیں گو بظاہر چھوٹی چھوٹی معلوم ہوتی ہیں مگر دراصل چھوٹی نہیں ان کو استعمال کر کے دیکھو تو پتہ لگے گا کہ ان سے کتنے کتنے بڑے نتائج نکلتے ہیں۔ جس طرح ایک ذرا سی کشش بدخط سے خوبصورت خط بنا دیتی ہے اسی طرح یہ باتیں دعا کو قبولیت کے درجہ پر پہنچا دیتی ہیں۔

اس زمانہ میں ہمارے لئے بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ قسم قسم کے مخالف پیدا ہو گئے ہیں اور قسم قسم کے اعتراض اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کے دفعیہ کے لئے ہمیں بہت کوشش اور ہمت کی ضرورت ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کون سا طریق کامیابی کا ہو سکتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور عرض کریں کہ آپ ہی ہماری مدد کیجئے۔ پس آپ لوگ اپنے اعتقاد، اپنے اعمال میں خاص اصلاح کر لیں تا تمہارا کھانا پینا چلنا پھرنا سونا جاگنا غرضیکہ ہر سکون اور ہر حرکت اسی کے لئے ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے خطبہ میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اس وقت کی کی ہوئی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ پھر جمعہ سے مغرب تک ایسا ہی وقت آتا ہے۔ پھر رمضان کے آخری عشرہ میں بھی ایسا موقعہ آتا ہے۔ خدا کے فضل سے آپ لوگوں کو یہ سب موقعے نصیب ہیں۔ اس لئے خوب دعائیں کرو تا خدا تعالیٰ اس مبارک مہینہ کے طفیل اور اس بابرکت پیغام کے طفیل جو تم دنیا کو پہنچانا چاہتے ہو تمہارے راستے سے سب روکیں دور کر دے اور تمہیں اس کام کا پورا پورا اہل بنائے جو تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ (آمین)

(الفضل ۸؍اگست ۱۹۱۶ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد ۵)

## جماعت احمدیہ مڈغاسکر کے

## پہلے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ مڈغاسکر کو ۱۰ اور ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ملک کے دار الخلافہ Tananare شہر میں اپنا پہلا جلسہ سالانہ کامیاب طور پر منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس عظیم ملک میں ہماری جماعت اپنے ابتدائی مراحل میں ہے۔ احمدی دوستوں کے لئے اس مبارک جلسہ کا انعقاد انتہائی حسین، ایمان افروز اور روح پرور تجربہ تھا۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جماعت احمدیہ ماریشس کے امیر صاحب مکرم امین جواہر صاحب بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں ماریشس سے سات افراد پر مشتمل ایک وفد بھی شامل ہوا۔ جلسہ کا پروگرام ۲ اجلاسات پر مشتمل تھا۔ یہ دونوں اجلاس احمدیہ مسلم سکول کی عمارت میں منعقد ہوئے۔

۱۰؍اکتوبر بروز ہفتہ کے اجلاس کی صدارت جماعت کے پریذیڈنٹ مکرم داؤد عبداللہ صاحب نے کرائی تلاوت کے بعد مکرم امیر صاحب آف ماریشس نے جلسہ کی افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کی بنیاد منشاء الٰہی کے مطابق رکھی اور اس کا مقصد ازدیادِ علم و ایمان، باہمی محبت و تودّد اور صحبت صالحین کا حصول ہے۔ تقریر کے بعد آنمکرم نے دعا کرائی۔ بعد ازیں مکرم ریجا احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے "مڈغاسکر کے نوجوان اور جماعت الاحمدیہ کا پیغام" کے عنوان پر لوکل زبان ملغاش میں تقریر کی۔

پروگرام کے مطابق جلسہ کے دوسرے اجلاس کا انعقاد ۱۱؍اکتوبر بروز اتوار مکرم جناب امین جواہر صاحب، امیر جماعت احمدیہ ماریشس کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل مقررین نے حاضرین سے خطاب کیا۔ پریذیڈنٹ جماعت داؤد عبداللہ صاحب نے "مڈغاسکر میں تاریخ احمدیت"، سیکریٹری جنرل صاحب نے "امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور" ہمارے عرب نو احمدی ڈاکٹر عبدالکریم عیسیٰ صاحب نے "اسلام اور ہماری ذمہ داریاں اور" خاکسار صدیق احمد منور نے "اسلام میں مذہبی رواداری" کے موضوع پر تقریر کی۔ جلسہ سالانہ کی اختتامی تقریر مکرم امیر صاحب ماریشس کی تھی۔ آپ نے اپنے پرجوش خطاب میں فرمایا کہ آج ساری دنیا کے لوگ متنوع قسم کے مسائل اور الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں جن کا حل ان کی مادی نظر کو نہیں مل رہا۔ اللہ نے آسمان سے سارے عالم کے مسائل کرنے کے لئے مامور زمانہ کو مبعوث فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ کے راستے میں اگرچہ مشکلات کے کانٹے ہیں مگر آخر کار اسلام اور احمدیت کو حقیقی فتحیابی نصیب ہوگی۔ آپ نے احمدی دوستوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا کہ آج دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے اللہ نے ہمیں ایک ہی راستہ بتلایا ہے اور وہ دعوت الی اللہ کے میدان میں اپنی ساری طاقتوں کو جھونکنا ہے۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور یوں ہمارا یہ مبارک اور پرکیف مبارک جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اجتماعی دعا کے بعد لنچ کے طور پر مہمانوں کی خدمت میں ماریشس کی روایتی بریانی پیش کی گئی جو سب احباب نے پسند فرمائی۔ مستورات کے لئے سکول کی عمارت کے بالائی حصہ میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ جلسہ سننے اور دیکھنے کا انتظام تھا۔ اس جلسے میں کل ۹۰ افراد نے شرکت کی ریڈیو اور اخبارات میں وسیع پیمانہ پر خبریں نشر ہوئیں۔ ایک پرائیویٹ ریڈیو کے صحافی نے جلسہ کے آخر میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

مکرم امین جواہر صاحب امیر جماعت ماریشس جلسہ سے دو روز قبل مڈغاسکر تشریف لائے۔ ان کا پانچ روزہ دورہ (8 اکتوبر تا 12 اکتوبر 1998) انتہائی مفید اور بابرکت رہا۔ لوکل پریس و ریڈیو پر جماعت کا خوب چرچا ہوا۔ آپ نے ۹ اکتوبر کو بعد دوپہر ۴ بجے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس میں صحافیوں کے بہت سے سوالوں کے جوابات دیئے۔ ۱۰ اکتوبر کو ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک پہلا احمدیہ اسپورٹس ڈے زیر صدارت مکرم امیر صاحب منایا گیا کثیر تعداد میں عیسائی اور مسلمان نوجوان انتہائی جوش و خروش سے اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے جیتنے والوں کے درمیان ٹرافی اور کپ اور تمغے تقسیم کئے یہ جملہ سامان مکرم امیر صاحب ماریشس سے لیکر آئے تھے۔ پروگرام کے مطابق مکرم امیر صاحب کی وزیر داخلہ سے ملاقات ۱۱ اکتوبر کو مقرر تھی مگر حکومتی ذمہ داریوں کی وجہ سے وزیر صاحب نے ملاقات کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ لہٰذا مکرم امیر صاحب کی روانگی کے بعد ان کی طرف سے احمدیہ وفد نے ۱۳ اکتوبر کو مکرم وزیر صاحب موصوف سے ملاقات کی اور قرآن مجید اور حضور انور کی کتاب Revelatin, Rationality, Knwledge And Truth ان کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی گئی جو انہوں نے خوشی کے ساتھ قبول کی۔

الحمد للہ مجموعی طور پر ہمارا یہ پہلا مبارک جلسہ سالانہ انتہائی پرکیف و روحانی ماحول میں کامیاب طور پر منعقد ہوا۔

(رپورٹ: صدیق احمد منور
مربی سلسلہ مڈغاسکر)

**بقیہ:مختصرات از صفحہ ۲**

منتج ہونا تھا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔احادیث سے ثابت ہے کہ عورتیں بال عاریتاً لے لیا کرتی تھیں یا ریشم کے دھاگے ملا کر سر بھرا ہوا دکھانے کی کوشش کر لیا کرتی تھیں۔ حضور نے فرمایا کہ صرف اس لئے کہ شادی کے بارے میں دھوکہ نہ ہو آنحضرت ﷺ نے شدت سے اس کی مناہی فرمائی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی کی شادی ہوئی۔اس کے بال شادی کے بعد گرے۔اس کے خاوند نے کہا کہ کچھ کرو۔اس پر وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میرا خاوند بالوں میں جوڑ لگانے کو کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔بال جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اصل میں عورتوں کو ننگے سر باہر جانے سے روکا گیا ہے۔اس قسم کی زیبائش بے حیائی ہے اور آنحضرت ﷺ نے سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا، بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے نمائش کر کے باہر نکلنا شروع کیا۔ابن جریر نے خلق اللہ سے دین اللہ مراد لیا ہے۔ خلق اللہ میں تبدیلی کے سلسلے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے شاہ دولہ کے چوہوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضور نے فرمایا اس آیت میں موجودہ زمانے میں ظاہر ہونے والی سائنسی ایجادات کا اشارہ ہے جو قرآن مجید کی عظمت پر دال ہے۔ خلق اللہ میں تبدیلی Genetic Engineering کا دوسرا نام ہے۔ حضور نے بہت تفصیل کے ساتھ انسان اور سبزیوں وغیرہ میں بھی اس Genetic Engineering کے عمل دخل کی وضاحت فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ درس کا یہ پہلو اپنے پاس رکھیں اور جینٹک انجینئرنگ کی تعلیم کے سلسلہ میں احمدی طلباء جو سوالات کرتے ہیں انہیں یہ جواب اچھی طرح سمجھائیں۔ حضور نے فرمایا کہ سائنس دان خود اپنے تجربات کے بدنتائج کی بنا پر اس ماڈرن انجینئرنگ کے مخالف ہو چکے ہیں۔

آیت ۱۲۱ میں یہ ذکر ہے کہ شیطان کی سرشت میں دھوکہ ہے اور جن گناہوں کے متعلق امید دلاتا ہے ان میں مزہ تو ہے لیکن وہی مزہ عذاب بن جاتا ہے۔ جو چیزیں انسان شیطان کے کہنے سے کرتا ہے ان کا کوئی علاج نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں اور شیطان سے الگ ہوں تو شفا پا سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سخت دھوکہ دینے والا غَرُوْر اور مجسم دھوکہ غُرُوْر کہلاتا ہے۔

حضرت امام رازیؒ نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ ہر وہ چیز جو لذت رکھتی ہو اور مضر ہو یہ شیطانی کاروبار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ Drug Addiction کوئی معمولی گناہ نہیں۔ کئی جرائم جو مغرب کی گلیوں میں ناچتے پھر رہے ہیں، بڑھ رہے ہیں۔ایڈز (Aids) تو مشرق میں بھی پھیل چکی ہے لیکن وہ ظاہر نہیں کرتے اور جب اس بیماری کے آتش فشاں کا دھماکہ ہوگا تو کروڑہا لوگ مارے جائیں گے۔اور سب سے خطرناک Drug Mafia، وہ مادہ پرست طاقتیں جو دنیا کو کچلنے کے درپے ہیں وہ خود ان کی سیاست میں ملوث ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کی اصلاح کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے پیغام کی طرف لوٹیں اور اسلام کو ان معنوں میں قبول کریں کہ امن دیں اور امن سے رہیں۔ حضور نے فرمایا سنّیوں کی تفسیریں بھی عجیب و غریب ہو چکی ہیں لیکن شیعوں کی تفسیروں کا جواب نہیں۔ کیونکہ مبالغہ اور غلو شیعوں کے دین کا حصہ ہے۔ حضور نے فرمایا میں ان باتوں کو صرف اس وجہ سے کھولنا چاہتا ہوں کہ مجھے شیعہ عوام الناس سے ہمدردی ہے اور میرے نزدیک ان کو ان تفسیروں کا پتہ نہیں۔

آیت نمبر ۱۲۳ کے سلسلے میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پر معارف اقتباسات کا اختصار کے ساتھ ذکر فرمایا۔

## جمعرات، ۷/ جنوری ۱۹۹۹ء :

آج بھی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۳ پر درس جاری رہا۔اس آیت کریمہ میں ذکر ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ہم ضرور ان کو جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔اور اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا کون ہو سکتا ہے۔

آیت نمبر ۱۲۴ میں یہ کہا گیا ہے کہ فیصلہ نہ تو تمہاری امنگوں کے مطابق ہوگا اور نہ اہل کتاب کی امنگوں کے مطابق۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس میں کُمْ سے مراد مشرکین اور اہل کتاب ہیں۔ مَنْ یَعْمَلْ سُوْٓءًا یُجْزَبِهٖ جو برا کرے گا اس سے اس کے عمل کے مطابق سلوک ہوگا۔ یہ قرآن کا دائمی اصول ہے۔اس آیت کے نزول پر صحابہ کو کافی تشویش ہوئی۔خاص طور پر حضرت ابو بکرؓ نے کہا میری تو کمر ٹوٹ گئی ہے اور کمر پر ہاتھ رکھ لیا۔اس سے دو باتیں پتہ چلتی ہیں کہ سچے لوگوں میں انکسار ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ انسان مکمل طور پر نیک عمل کر ہی نہیں سکتا۔اس پر آنحضرت ﷺ نے تسلی دینے کی خاطر فرمایا : کیا تم بیمار نہیں پڑتے ؟ کیا کانٹے نہیں چبھتے ؟ تمہارے حق میں تو یُجْزَبِهٖ اسی طرح ہو گیا۔ حضور نے فرمایا یہ اس موقعہ کا بہترین جواب ہے لیکن یہ عمومی جواب نہیں ہے۔ ہر تکلیف سزا نہیں ہوتی۔ کئی تکالیف آزمائشیں ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا معتزلہ نے اس آیت سے شفاعت کی نفی کی ہے۔ حالانکہ اس سے تو شفاعت کی قطعیت ثابت ہوتی ہے۔ بعضوں نے سُوْٓء سے شرک مراد لیا ہے جو بالکل غلط ہے۔

آیت نمبر ۱۲۵ میں تو وہیری کو بھی اقرار ہے کہ قرآن مجید نے عورت اور مرد کی جزاء میں تفریق نہیں کی۔ حضور نے تشریحاً فرمایا کہ انسان بشر ہے جس سے کمزوریاں بھی سرزد ہوتی ہیں۔اس لئے وہم میں نہ پڑو کہ ان کو سزا ملے گی۔اگر ایسا ہوتا تو خدا زمین پر کوئی دآبّۃ بھی نہ چھوڑتا جن پر تمہاری زندگی کا انحصار ہے۔ لَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا میں اطمینان دلایا گیا ہے کہ ظلم بالکل نہیں کیا جائے گا۔

آیت ۱۲۶ میں احسان کی تعریف میں فرمایا کہ عبادت اس طرح کرنا گویا کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ درجہ میسر نہ ہو تو پھر یہ یقین رکھنا کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔اس طرح اسلام کمال کو پہنچتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے نمونے کو سامنے رکھو کیونکہ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ حضرت ابراہیم حنیف تھے، جب بھی گرے سنبھالنے والے خدا کی طرف گرے۔ ملّۃ کے معنے شریعت نہیں بلکہ دستور ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو حنیف ہونے کی جزاء یہ ملی کہ اللہ نے آپؑ کو اپنا دوست بنالیا۔وہ خلیل اللہ بن گئے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا درجہ خلیل سے بڑا ہے۔ابراہیم خلیل تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی خلیل تھے لیکن آنحضرت ﷺ خلیل گر تھے۔اس لئے آپ کو عبداللہ کہا گیا۔

آیت نمبر ۱۲۷ کے بارے میں طبری نے کہا ہے ابراہیم کو خلیل اللہ کا رتبہ ان کے اخلاص، اطاعت اور عبودیت کی وجہ سے ملا ہے۔ورنہ خدا کو ان کی دوستی کی ضرورت نہ تھی۔ مملوک کو مالک کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ مالک کو مملوک کی۔امام رازیؒ کے مطابق اس سورۃ میں وعدے وعید اور اوامر و نواہی بیان کئے گئے ہیں جو علم کے کمال کی طرف اشارہ ہے۔

## جمعۃ المبارک، ۸/ جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کی اس ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا جو ۷ار نومبر ۱۹۹۷ء کو پہلی بار براڈ کاسٹ کیا گیا۔ **(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)**

---

**بقیہ:رپورٹ اجتماع انصاراللہ از صفحہ ۱۶**

ٹارگٹ کے لئے حضور ایدہ اللہ کی وہ تقریر اردو اور انگریزی میں پیش کی گئی جو حضور انور نے یو کے کے گزشتہ اجتماع انصاراللہ کے موقعہ پر فرمائی تھی اور آئندہ سال کے لئے خیر و بھلائی کو پھیلانے اور ان معاشرتی و اخلاقی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کی تلقین فرمائی تھی جن سے یہ لوگ خود تنگ آچکے ہیں۔ اور انہیں سوسائٹی کے امن کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً بچوں سے جنسی زیادتی وغیرہ۔

۱۳ار دسمبر کی صبح کو تہجد کی نماز باجماعت ادا کی گئی جس کے بعد درس القرآن ہوا۔انصاراللہ کی شوریٰ میں گزشتہ سال کی کارگزاری کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ سال کا پروگرام وضع کیا گیا۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات بالخصوص بہت دلچسپی کے حامل تھے۔ مثلاً تلاوت قرآن کریم، تقاریر، نظم خوانی، تاریخ اسلام و احمدیت پر مبنی ایک کوئیز (Quiz) پروگرام، بیت بازی، پیغام رسانی اور مختلف سپورٹس وغیرہ۔ایک دلچسپ محفل سوال وجواب بھی منعقد ہوئی جس میں ایک پینل نے دوستوں کے سوالوں کے جواب دیئے۔ آخر پر محترم امیر صاحب نے عمدہ، مفید اور دلچسپ اجتماع منعقد کرنے پر صدر صاحب انصاراللہ اور ان کی ٹیم بالخصوص اشفاق حسین صاحب قائد عمومی جو نگران اجتماع تھے کی تعریف فرمائی۔ مقابلہ جات میں پوزیشن پانے والوں کو سرٹیفکیٹ تقسیم کئے اور دعا کے ساتھ اس بابرکت اجتماع کو رخصت کیا۔

**(رپورٹ :خالد سیف اللہ ۔ آسٹریلیا)**

---


گیلانی انٹر پرائز ز کی جانب سے تمام احمدیوں کو

# نیا سال مبارک

**نئے سال کے موقع پر خصوصی سیل**

**۲/ جنوری ۱۹۹۹ء تا ۱۳/ فروری ۱۹۹۹ء**

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔پی جی چائے | (۷۵ پیک) | 10.60 DM |
| ۲۔پی جی چائے | (ڈیڑھ کلو پیک) | 15.90 DM |
| ۳۔پی جی چائے | (۵۰۰ گرام) | 8.90 DM |
| ۴۔ٹلڈا چاول | (۱۰ کلو گرام) | 41.90 DM |
| ۵۔وی ٹی چاول | (۱۰ کلو گرام) | 39.90 DM |
| ۶۔آٹا (کینٹ کمپنی) | (۱۰ کلو گرام) | 8.50 DM |
| ۷۔ادرک تازہ | (ایک کلو گرام) | 4.90 DM |
| ۸۔چناڈوزے | (۱۲×۴۰۰ کلو گرام) | 8.90 DM |
| ۹۔لہسن | (ایک کلو گرام) | 5.90 DM |
| ۱۰۔حلال گوشت (نیوزی لینڈ) | (ایک کلو گرام) | 8.50 DM |

**Gilani Enterprise**

**Altstadt 19, 63654 Budingen- Germany**

**Tel/Fax:(069) 42-950028 Priv: 06042-950048**

**Handy: 0171-9252252**

تاریخ احمدیت سے

# ہالینڈ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام

## (چند ابتدائی احمدیوں کے اخلاص و فدائیت کا تذکرہ)

شروع شروع میں جن ولندیزی باشندوں کو مبلغین اسلام کی مساعی کے نتیجہ میں شناخت حق کی توفیق ملی ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں :

(۱)...... مسز زمرمان (آپ کے قبول اسلام کی تفصیل الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکی ہے)

(۲)...... مسٹر پی۔ جے۔ ایف۔ کے المہدی عبدالرحمٰن بن کوپے۔

جناب حافظ قدرت اللہ صاحب نے اپنے ایک مضمون میں مسٹر کوپے کے حالات زندگی پر مفصل روشنی ڈالی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

آپ کا پورا نام مسٹر پی۔ جے۔ ایف۔ کے المہدی عبدالرحمٰن ابن کوپے ہے۔ آپ جرمنی میں پیدا ہوئے۔ والدہ آپ کی جرمن ہیں اور باپ ڈچ۔ اسلام کے ساتھ دلچسپی بچپن سے ہی پیدا ہو چکی تھی۔ ۱۹۳۳ء میں کچھ یمنی سیلرز اس ملک میں آنکلے۔ عربی سے دلچسپی کی وجہ سے انکے ساتھ میل ملاقات ہونے لگی۔ اور آخر ان کے اثر سے متاثر ہو کر ۱۹۳۴ء میں برلن میں مسلمان ہو گئے۔ آپ کے یمنی دوست علوی طریقہ کے پابند تھے چنانچہ آپ پر بھی وہی رنگ غالب تھا۔ اور آپ کے تعلقات الجیرین علوی مشن کے ساتھ مضبوط تر ہوتے گئے۔

عرصہ قریباً اڑھائی سال کا ہوا کہ مسٹر کوپے نے ایک خط انجمن احمدیہ کو لکھا اور وہ محترم مولانا شمس صاحب کو لندن بھیج دیا گیا۔ چنانچہ محترم موصوف نے پھر مسٹر کوپے سے خط و کتابت جاری رکھی۔ انہیں اسلامی لٹریچر بھجواتے رہے اور احمدیت کی تعلیم سے آگاہی دیتے رہے۔ محترم مولانا شمس صاحب کا ارادہ بھی تھا کہ وہ ایک دفعہ خود ہالینڈ آکر مسٹر کوپے سے ملاقات کریں مگر اس کے لئے حالات سازگار نہ ہو سکے۔ حضور (مصلح موعودؓ) ایدہ اللہ بنصرالعزیز نے جب مجھے ہالینڈ جانے کا ارشاد فرمایا تو اس موقع پر مسٹر کوپے کی خدمات حاصل کی گئیں چنانچہ انہوں نے بہت ہی ہمدردی اور اخلاص کا ثبوت دیا اور میرے لئے کمرہ رہائش کا انتظام ہیگ میں کر دیا۔ ابتدائی ایام میں مسٹر کوپے بہت کثرت کیساتھ ایمسٹرڈم سے مجھے ملنے کے لئے آتے رہے۔ اسلامی امور کے متعلق تو انہیں ایک حد تک کافی معلومات تھیں مگر احمدیت کے متعلق بہت سے حقائق ان سے پوشیدہ تھے۔ آہستہ آہستہ ان کے شکوک کا ازالہ ہوتا رہا اور حقیقت کھلتی گئی۔ اڑھائی ماہ کا عرصہ ہوا الجیرین علوی ہیڈکوارٹر کی طرف سے مسٹر کوپے کو ایک ہدایت موصول ہوئی۔ اور ان سے خواہش کی گئی کہ وہ ہالینڈ میں انکی طرف سے علوی طریقہ کا ایک مشن کھول کر تبلیغ کا کام شروع کر دیں۔ مسٹر کوپے ابھی اس معاملہ پر غور کر ہی رہے تھے کہ انہیں کیا جواب دیا جائے کہ دوسری طرف ہماری نوجوان احمدی خاتون رضیہ نے ایک دن پوچھا کہ مسٹر کوپے اب احمدیت میں داخل کیوں نہیں ہو جاتے؟ میں نے ان سے کہا کہ وہ اپنے علوی دوستوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور انہیں چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ اس پر انہوں نے جوش میں کہا کہ انہیں اپنی ایمانی جرات سے کام لینا چاہئے اور دوستوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے اخلاص بھرے دو تین خطوط مسٹر کوپے کو لکھے۔ فطرت نیک تھی۔ خود بھی دعائیں کیں بزرگوں کی دعائیں بھی شامل حال تھیں ایک روز ایمسٹرڈم سے آئے اور آکر احمدی ہونے کا اعلان کر دیا۔

(۳)...... مسٹر ولی اللہ جانسن۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا باتصویر مجلّہ بابت ۱۹۶۲ء صفحہ ۸۴ پر آپ کے خود نوشت حالات شائع شدہ ہیں۔

(۴)...... مسز لافان پر تون پن لوپن۔

مسز لافان پر تونپن لوپن ایک اعلیٰ فوجی افسر کی بیوی ہیں۔ ان کے والدین آسٹریلین ہیں اور ان کے دادا مصری اور دادی آئرلینڈ کی رہنے والی تھیں۔ یہ دونوں شادی کے بعد آسٹریلیا چلے گئے اور انہوں نے آپس میں عہد کر لیا کہ بچوں کو اسلام یا عیسائیت قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، سن بلوغت پر پہنچنے پر وہ خود فیصلہ کریں گے کہ انہیں کون سا مذہب پسند ہے؟ چنانچہ خاتون موصوفہ کے والد جوان ہوئے تو انہیں موقعہ دیا گیا کہ دونوں میں سے جو پسند آئے اسے قبول کر لیں۔ انہوں نے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دی اور کہا کہ ان کے نزدیک دونوں ہی اچھے ہیں لہذا وہ نہ مسلمان ہوئے اور نہ ہی عیسائیت پر عمل پیرا۔ انہوں نے بھی اپنے خاندان کی اس روایت کو زندہ رکھتے ہوئے اپنے بچوں کو آزادانہ مذہب اختیار کرنے کی اجازت دی۔ ان کے تین بچوں میں سے دو نے عیسائیت کو قبول کر لیا اور ایک خاتون موصوفہ نے اسلام کو ترجیح دی۔ ایک ڈچ فوجی افسر سے شادی کرنے کے بعد ہالینڈ تشریف لائیں جہاں انہیں آئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ مارمن چرچ کے دو مشنری ان کے مکان پر انہیں بھی تبلیغ کرنے لگے۔ محترمہ موصوفہ نے انہیں بتایا کہ وہ مسلمان ہیں اس لئے انہیں تبلیغ کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

یہ مشنری ایک دفعہ مبلغ ہالینڈ سے مل چکے تھے اس پر انہوں نے کہا کہ یہاں مسلمان مشنری بھی ہیں وہ سن کر حیران رہ گئیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اسلام اور مشنری؟ انہوں نے یقین دلایا کہ ہیگ میں موجود ہیں اور انہیں مشن کا ایڈریس وغیرہ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد فون کے ذریعہ وقت مقرر کر کے تشریف لائیں۔ دو تین گھنٹہ تک گفتگو کرتی رہیں۔ انہیں اپنے سلسلہ کے حالات بتائے گئے۔ قبر مسیح کے متعلق گفتگو ہوئی۔ انہیں بعض کتب مطالعہ کے لئے دی گئیں جو انہوں نے غور سے مطالعہ کیں۔ اس کے بعد انہوں نے دو تین دفعہ حافظ قدرت اللہ صاحب سے ملاقات کی اور ہر دفعہ اور کتب مطالعہ کے لئے لے گئیں۔ آخر غور کر کے فارم بیعت پر کر دیا۔

(ملخص از الفضل ۳۰ر جولائی ۱۹۴۹ء صفحہ ۴)

مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق انچارج ہالینڈ مشن تحریر فرماتے ہیں :

"جہاں تک اپنے احباب کے اخلاص اور قربانیوں کا تعلق ہے وہ بھی کسی صورت میں کم ایمان افروز نہیں ۔ ہماری ایک خاتون عزیزہ والٹر (Mrs.Walter) تھیں جو کوئی ۷۵ سال کی عمر پا کر فوت ہوئیں۔

مسز عزیزہ والٹر (Mrs.Aziza Walter) کا انتقال ۱۹۶۸ء میں ہوا۔ آپ ہالینڈ کی نہایت مخلص نو مسلمہ اور سچ مچ ولیہ خاتون تھیں۔ جو ۱۹۵۰ء سے احمدیہ مشن کے ساتھ وابستہ ہوئیں۔ اس خاتون کو مسجد سے ایک والہانہ تعلق تھا۔ مسجد ہیگ کے محراب کی تزئین اور دیواروں پر آیات قرآنی کے قطعات انہی کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ بہن بہت دعاگو اور مستجاب الدعوات تھیں۔ بسا اوقات جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو انہیں دعا کی تحریک کی جاتی۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ بھی بسا اوقات انہیں دعا کے لئے کہتے۔

خدا کے فضل سے بہت مخلص خاتون تھیں۔ روحانی رنگ غالب تھا۔ مستجاب الدعوات اور صاحب رویاء و کشوف تھیں۔ نمازوں کا التزام بہت باقاعدگی کے ساتھ تھا۔ قرآن کریم سے ایسی محبت تھی جو عشق کا رنگ رکھتی تھیں۔ مسجد کے ساتھ انہیں ایسا لگاؤ تھا کہ کہا کرتی تھیں کہ مجھے مسجد آکر سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ خاتون کوئی بیس برس مشن کے سات وابستہ رہیں۔ اور مالی قربانیوں میں برابر حصہ لیتی رہیں۔

اسی طرح ہمارے نوجوانوں میں بھی بعض نہایت اخلاص کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جماعتی کاموں میں نہایت شوق سے حصہ لیتے ہیں اور اپنا بہت سا وقت اس کے لئے قربان کرتے ہیں۔ بعض دوستوں کے گھر ہیگ سے خاصے فاصلے پر ہیں مگر اس کے باوجود مسجد التزام سے آتے ہیں ۔ بعض نوجوانوں کو ان کے والدین نے بیعت کرنے پر تکالیف بھی دیں اور بہت تنگ کیا مگر یہ تمام مراحل میں ثابت قدم رہے اور اپنے دین کو ہر چیز پر مقدم رکھا۔ بعض نوجوانوں کو سالہا سال تک اسلام سے وابستگی کو لوگوں سے مخفی رکھنا پڑا اور اس غرض کے لئے انہیں بہت دفعہ قربانیاں دینی پڑیں مگر ان کے ایمان میں لغزش نہ آئی۔ ہالینڈ کے ایک مخلص نوجوان عمر نام ہیں جن کی آمد کوئی بہت زیادہ نہیں مگر چندوں میں وہ اس قدر باقاعدہ ہیں کہ اکثر اپنے چندے پیشگی ادا کر دیتے ہیں۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ انہیں ملازمت سے نوٹس مل گیا۔ اب ایک غریب آدمی کے لئے ایسا وقت بہرحال مشکل ہی کا ہوتا ہے مگر ان کا اخلاص اس قسم کا تھا کہ انہوں نے اپنی تھوڑی سی جمع شدہ رقم میں سے چار ماہ کا چندہ پیشگی ادا کر دیا تا ایسا نہ ہو کہ کام جلد مکمل نہ ہو سکنے کے نتیجے میں ان کے لئے تنگ دستی کے حالات ان کے چندہ پر اثر انداز ہوں۔ یہ حالات ایسے نہیں ہیں کہ انہیں آسانی سے نظر انداز کیا جا سکے۔

اسی طرح ایک اور ممبر تھے جو سلسلہ کے لئے مالی قربانی کا خاص جذبہ اپنے اندر رکھتے تھے۔ انہیں ایک دفعہ علم ہوا کہ ہالینڈ کی مسجد کے میناروں کے لئے ایک بڑی دنیوی شخصیت کے پاس جو امداد کی درخواست کی گئی تھی اس کے متعلق ہمیں ایک مایوس کن جواب ملا ہے تو اس مخیّر اور مخلص دوست کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ مشن کو اس مایوسی کا سامنا کرنا پڑے چنانچہ انہوں نے بڑے جذبہ کے ساتھ کہا کہ گو میں ایک غریب آدمی ہوں اور وہ شان نہیں رکھتا جو فلاں شخص کی ہے اور نہ مالی لحاظ سے میرا اس کا مقابلہ ہے تاہم میں کوشش کروں گا کہ اس ضرورت کو پورا کر سکوں۔ چنانچہ انہوں نے محدود آمد کے باوجود دصد پاؤنڈ کی رقم اس غرض کے لئے پیش فرما دی۔

### پریس کے رویہ میں تبدیلی

احمدیہ مشن کو قائم ہوئے ابھی تین سال کا عرصہ گزرا تھا کہ پریس کے رویہ میں بھی ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہونے لگی ۔ چنانچہ ہالینڈ کے ایک مؤقر روزنامہ Deamsterdamse Courant نے اپنی ایک اشاعت میں چار کالمی سرخی دے کر لکھا :

"آشتی اور تحمل جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ جماعت احمدیہ جہاد کے غلط تصور کی اصلاح کرتی ہے۔ اس کے مشن نہ صرف ہندوستان اور ایشیا میں بلکہ افریقہ، یورپ اور امریکہ میں بھی موجود ہیں۔ اس جماعت سے وابستہ ہونے والے زیادہ تر پڑھے لکھے مسلمان ہیں جو اس کے لئے مالی قربانی بھی کرتے ہیں"۔

### مبلغ اسلام کی ہالینڈ میں سہ روزہ کانفرنس

اگست ۱۹۵۰ء میں ہالینڈ مشن کے زیر اہتمام یورپ کے مبلغین اسلام کی سہ روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، اسپین، فرانس، اٹلی اور انگلستان کے مجاہدین اسلام نے شرکت فرمائی۔ یورپ میں تبلیغ اسلام کی مہم تیز کرنے کے سلسلہ میں بعض نہایت اہم تجاویز زیر غور آئیں اور آئندہ کے لئے ایک جامع پروگرام تجویز کیا گیا۔ کانفرنس کے آخر میں ایک استقبالیہ دعوت کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں ہالینڈ کی نامور شخصیتوں اور اعلیٰ سرکاری افسروں کے علاوہ متعدد پاکستانیوں نے شمولیت کی۔ اس کانفرنس کے بعد مشن کی تبلیغی سرگرمیاں پہلے سے تیز تر ہو گئیں اور ہیگ کے علاوہ دوسرے متعدد اہم شہروں میں بھی اسلام پھیلنے لگا۔

**(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۱۲)**

☆......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ : پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ : چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک : ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اس کالم کے سلسلہ میں خط و کتابت کرنے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلیفون نمبر بھی ضرور تحریر فرمایا کریں-

## حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید

۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کو کابل کی سرزمین پر نہایت ظالمانہ طریق پر سنگسار کرکے شہید کردیا گیا- شہید مرحوم صوبہ خوست کے گاؤں سید گاہ کے رہنے والے تھے اور خوست کے رئیس اعظم تھے- آپؓ تمام علوم کے مروّجہ عالم تھے اور ہر قرآن و حدیث کے مدرس تھے- کئی ہزار حدیثیں آپکو ازبر تھیں- سرکاری طور پر آپؓ کا بہت اعزاز کیا جاتا تھا اور نئے امیر کی دستار بندی آپؓ کیا کرتے تھے- سرکاری طور پر آپ کو گیارہ سو روپے سالانہ ملا کرتے تھے- جب انگریزوں کے ساتھ سرحدی تقسیم ہوئی تو آپؓ نے افغانستان کی نمائندگی کی- اسی دوران آپؓ تک حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پہنچیں جنہیں پڑھ کر آپؓ کا حضور علیہ السلام سے دور رہنا مشکل ہوگیا- حضورؑ نے آپؓ کے بارے میں فرمایا ”میں نے اُن کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے اُن کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ اُن کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی اُن کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا-

شہید مرحوم امیر کابل سے چھ ماہ کی رخصت لے کر قادیان آئے تھے چنانچہ جب واپس جانے لگے تو حضورؑ اور بعض دیگر صحابہؓ تقریباً ڈیڑھ میل تک چھوڑنے آئے- جب رخصت ہونے لگے تو شہید مرحوم مٹی میں حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں پر گرے اور دونوں ہاتھوں سے پاؤں پکڑ لئے اور عرض کیا میرے لئے دعا کریں- حضورؑ نے فرمایا اچھا میں دعا کرتا ہوں تم میرے پاؤں چھوڑ دو- انہوں نے پاؤں نہ چھوڑے تو حضورؑ نے فرمایا- الامر فوق الادب- تب شہید مرحوم نے پاؤں چھوڑے-

قادیان سے روانہ ہوکر آپؓ پہلے لاہور پہنچے اور تین چار روز بعد براستہ کوہاٹ بنوں پہنچے- وہاں اپنی زمینوں کا انتظام کیا اور خوست تشریف لے گئے اور جاتے ہی اپنی قبولِ احمدیت کا اعلان کردیا- آپؓ نے پانچ درباریوں کو بھی خطوط لکھ کر اپنی بیعت کی اطلاع دی- یہ خطوط جب امیر حبیب اللہ خان کے سامنے پیش ہوئے تو امیر نے مولویوں سے مشورہ لیا- مولویوں نے کہا کہ یہ قادیانی مسیح آدھا قرآن مانتا ہے اور آدھا نہیں مانتا اس لئے شہزادہ صاحب کو ڈھیل نہیں دینی چاہئے ورنہ ملک میں فساد کا اندیشہ ہے- چنانچہ آپؓ کو گرفتار کرکے امیر کے سامنے پیش کیا گیا جس نے آپؓ سے سخت تحقیر آمیز سلوک کیا اور پھر قلعہ میں قید کرکے زنجیر غراغراب لگانے کا حکم دیا- ہتھکڑی والی یہ زنجیر ایک من چوبیس سیر وزنی ہوتی ہے اور کمر سے گردن تک گھیر لیتی ہے- اسی طرح آٹھ سیر وزنی بیڑی پاؤں میں ڈال دی گئی- آپؓ چار ماہ قید رہے اور آپؓ کو مسلسل یہ پیشکش کی جاتی رہی کہ توبہ کرلوگے تو عزت سے رہا کئے جاؤ گے- لیکن آپؓ فرمایا کرتے کہ میں صاحبِ علم ہوں اور حق سے کیسے انکار کرسکتا ہوں- نیز آپؓ نے مولویوں سے بحث کرنے کا مطالبہ کیا- اس پر امیر نے آٹھ مفتی بحث کے لئے مقرر کئے اور ایک لاہوری ڈاکٹر کو جو سخت مخالف تھا ثالث مقرر کیا- لیکن یہ مباحثہ صرف تحریری تھا اور حاضرین کو کچھ بھی نہ بتایا جاتا تھا اور شہید مرحوم کو سوال کرنے کی اجازت نہیں تھی بلکہ صرف جواب دینے کی اجازت تھی- یہ مباحثہ صبح ۷ بجے سے سہ پہر ۳ بجے تک جاری رہا اور بوقتِ عصر آپؓ پر کفر کا فتویٰ لگاکر آپؓ کو پابہ زنجیر قید خانہ میں بھیج دیا گیا-

رات کو امیر نے بحث کے کاغذات دیکھے بغیر فتوے پر مہر لگادی اور اگلی صبح آپؓ کو دربار میں بلاکر پھر توبہ کرنے کو کہا لیکن شہید مرحوم نے زور سے انکار کیا اور یہ بھی کہا کہ میں قتل کے بعد چھ روز تک پھر زندہ ہوجاؤں گا- حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ شہید مرحوم کا یہ قول وحی کی بنیاد پر تھا کیونکہ آپؓ اس وقت منقطعین میں داخل ہوچکے تھے اور فرشتے آپؓ سے مصافحہ کرتے تھے- قول کا مطلب تھا کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دی جاتی ہے چھ روز تک مجھے مل جائے گی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنی ساتویں دن میں زندہ ہوجاؤں گا-

آخر امیر نے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کرکے سنگسار کرنے کا حکم دیا- تب وہ کاغذ شہید مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا اور امیر کے حکم سے شہید مرحوم کے ناک میں چھید کرکے رسی ڈال کر اُنہیں کھینچتے ہوئے مقتل کی طرف لے گئے- ہزارہا لوگ ٹھٹھا کرتے ہوئے ساتھ گئے اور امیر اپنے تمام ساتھیوں، قاضیوں مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے ساتھ یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل پہنچا- مقتل میں شہید مرحوم کو کمر تک گاڑ دیا گیا اور پھر امیر نے اُن کو اہل و عیال کا حوالہ دے کر توبہ کرنے کو کہا- آپؓ نے فرمایا سچائی سے کیونکر انکار ہوسکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال اور اطفال کی کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان چھوڑ دوں- تب مولویوں نے شور مچایا کہ ایسے کافر کو جلد سنگسار کرو- امیر نے قاضی کو پہلا پتھر چلانے کا حکم دیا لیکن قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں لیکن امیر نے کہا کہ شریعت کے بادشاہ تم ہی ہو- اس پر قاضی نے گھوڑے سے اتر کر پتھر چلایا جس سے شہید مرحوم کو کاری زخم لگا اور گردن ایک طرف جھک گئی- پھر بدقسمت امیر نے پتھر چلایا اور اس کے بعد ہزاروں پتھر چلائے گئے کہ شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھا پتھروں کا جمع ہوگیا- حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے“-

حضرت شہزادہ صاحبؓ کے خاص شاگرد حضرت مولوی احمد نور کابلی صاحبؓ کو جب شہادت کی اطلاع ہوئی تو آپؓ کابل پہنچے اور ایک دوست کو ساتھ لے کر رات کو شہید مرحوم کی نعش پتھروں سے نکالی- اُن کا بیان ہے کہ اُس وقت ایسی خوشبو آئی جیسی مشک سے آتی ہے- جب نعش اٹھانے لگے تو وہ اتنی بھاری تھی کہ اٹھائی نہیں جاتی تھی- اس وقت میں نے کہا ’جناب یہ وقت بھاری ہونے کا نہیں‘- تب نعش اسی وقت اتنی ہلکی ہوگئی کہ ہم نے آسانی سے اٹھالی اور شہر کے شمال کی طرف ایک پہاڑی بالائی سار نامی کے دوسری طرف اپنے آباؤ اجداد کے قبرستان میں دفنادی- ایک سال بعد ایک اور شاگرد نے قبر سے میت نکالی اور سید گاہ لے جاکر دفنادی اور ایک اچھی سی قبر بنادی- جب لوگوں کو پتہ چلا تو دور دور سے آکر قبر پر چڑھاوے چڑھانے لگے- تب امیر حبیب اللہ کے بھائی امیر نصر اللہ خان نے خوست کے گورنر کو حکم دیا کہ لاش نکال کر آگ یا دریا میں ڈال دی جائے اور اُن کی لاش نکالنے والے کو سزا دی جائے- چنانچہ گورنر نے آدمی بھیج کر قبر سے ہڈیاں نکلوالیں اور یا دریا میں ڈلوادی گئیں یا کسی مقبرے میں دفنادی گئیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی قبر کو شرک کی ملونی سے پاک رکھا-

شہزادہ صاحبؓ کی قید کے وقت آپؓ کے اٹھارہ لڑکے لڑکیاں اور چار بیویاں تھیں جنہیں نہایت ذلّت اور عذاب کے ساتھ خوست سے گرفتار کرکے بلخ کے قید خانہ میں پہنچادیا گیا جہاں سے صرف ایک بیوی اور چھ لڑکے لڑکیاں ہی زندہ بچے-

امیر کے ظلم کا بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ”تذکرۃ الشہادتین“ میں فرماتے ہیں ”آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی- ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کرکے اپنے تئیں تباہ کرلیا- اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا- اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے-“

یہ مضمون روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۳ر جولائی ۹۸ء میں مکرم اسامہ منظور صاحب کے قلم سے شاملِ اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

## حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۱ و ۲۲ر جولائی ۹۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے مکرم عبدالسمیع نون صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۶۵ء میں منصبِ خلافت پر فائز ہونے سے قبل حضرت مرزا ناصر احمد صاحب میرے ہاں سرگودہا میں تشریف لائے- میں نے پچاس سے زائد غیر از جماعت معززین کو مدعو کر رکھا تھا- آپؒ کی کشش کا یہ عالم تھا کہ موضع سکیسر کے ایک رئیس محمد اعظم صاحب لک نے مجھے کوٹھی کے گیٹ پر بلایا اور شکوہ کیا کہ اُنہیں بلایا نہیں گیا- اُنہوں نے کہا کہ میں چائے پینے نہیں آیا- میں میاں صاحب کی زیارت کے لئے صرف اسی شوق میں بن بلائے آگیا ہوں-

مضمون نگار کا بیان ہے کہ میرا نواسہ پیدائش کے وقت سے ہی لاغر تھا اور ۲۴ دن کا تھا کہ ہسپتال میں داخل کرلیا گیا لیکن ڈاکٹروں کی سرتوڑ کوشش کے باوجود حالت تشویشناک ہوگئی اور جب ہم سب نے محسوس کیا کہ عزیز کا وقتِ مرگ آچکا ہے تو میں نے حضورؒ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرنے کیلئے اسلام آباد فون کیا- پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے جواب دیا کہ اس وقت کوئی پیغام نہیں بھیجا جاسکتا اور کل ڈاک کے ساتھ اطلاع دیدی جائے گی- میں جو پہلے ہی دل گرفتہ تھا اب زیادہ پریشان ہوا مگر نہ معلوم کیسے صرف چند منٹ بعد حضورؒ کا فون آیا کہ بچے کی عمر کتنی ہے اور اسے بیماری کیا ہے- مجھے علم نہیں کہ حضورؒ کو کیسے علم ہوا اور کس نے میرا نمبر آپکو دیا- اس فون سے ہماری جان میں جان آئی اور بچہ اُسی رات سنبھل گیا اور آکسیجن وغیرہ اتار دی گئی، صبح ہی ہم ہنستا کھیلتا بچہ گھر لے آئے-

مضمون نگار کو محترم جنرل عبدالعلی ملک صاحب نے بتایا کہ اُنہیں دل کا دورہ ہوا تو راولپنڈی کے امراض قلب ہسپتال میں داخل کردیئے گئے- حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی تو پھر حضورؒ خود دن میں تین بار جنرل صاحب کی خیریت دریافت فرماتے رہے اور قصرِ خلافت سے اِس ردّعمل سے جنرل صاحب کو یقین ہوگیا کہ اب کوئی خطرہ نہیں رہا- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں شفا عطا فرمائی-

-......☆......☆......☆......-

## خلافتِ رابعہ کی پہلی تحریک
## بیوت الحمد کے ثمرات

مسجد بشارت سپین کا افتتاح فرمانے کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ واپس ربوہ تشریف لائے تو ۲۹ر اکتوبر ۹۸ء کو مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ میں اپنے دور کی پہلی مالی تحریک کا

بقیہ صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

# Muslim Television Ahmadiyya
## Programme Schedule for Transmission

22/01/99 - 28/01/99

*Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344*

### Friday 22nd January 1999 — 4 Shawal

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.40 Yassarnal Quran Class No: 54 ®
01.15 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 13 Rec.07/12/94 ®
02.15 Quiz programme
02.50 Urdu Class No.320 with Huzoor ®
04.00 Learning Arabic Lesson 24
04.20 Shajray Phul
04.45 Homeopathy Class with Huzur, ®
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.35 Yassarnal Quran Class No: 54 ®
07.05 Pushto Programme
Speech by Irshad Ahmad Khan
07.35 Majlis-e-Irfan with HuzoorRec.13/02/84
08.55 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 13 Rec.07/12/94 ®
09.55 Urdu Class No.320 with Huzoor ®
11.05 Computer For Everyone Part 94
11.45 Bangali Service: Jahad against social evils & Bid'at
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon by Huzoor LIVE
14.05 Documentary: How to take care of cameras
14.35 Recontre Avec Les Francophones
Mulaqat with Huzoor (French)
15.40 Friday Sermon by Huzur ®
16.55 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 13 Rec.07/12/94 ®
18.05 Tilawat, Hadith
18.15 Urdu Class with Huzoor
19.25 German Service
20.25 Children's CornerKodak No.5
20.45 Medical Matters
21.00 MTA Variety
21.45 Friday Sermon by Huzur, ®
22.55 Recontre Avec Les Francophones ®
Mulaqat with Huzoor (French)

### Saturday 23rd January 1999 — 5 Shawal

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.40 Children's Corner Koodak no.5
01.00 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 14 Rec.13/12/94 ®
02.10 Friday Sermon by Huzur, ®
03.15 Urdu Class with Huzur, ®
04.20 Computer for everyone - Part 94 ®
04.55 Recontre Avec Les Francophones
Mulaqat with Huzoor (French) ®
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
07.00 Children's Corner Koodak No.5
07.15 Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor Rec: 28/04/95
08.15 Medical Matters
08.45 MTA Variety
09.35 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 14 Rec.13/12/94 ®
10.50 Urdu Class with Huzoor (R)
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish Lesson no.7
13.05 Indonesian Hour – Dapur Indonesia: Nenas Nauasa, Children's Carhes kby more...
14.05 Bengali Service- Significance of Khilafat
15.05 Children's Class No.129 with Huzoor
16.10 Liqa Ma'al Arab Session: 14 Rec.13/12/94
17.15 Al Tafseer-ul-Kabir, Programme No: 28
18.05 Tilawat, Darsul Hadith
18.30 Urdu Class with Huzoor ®
19.40 German Service
20.40 Children's Corner - Quiz Seerat Hadhrat Masih-e-Maud AS
21.05 Q & A session with Huzoor, Rec: 15/11/98
22.25 Children's Class with Huzoor ®
23.30 Learning Danish Lesson no.7

### Sunday 24th January 1999 — 6 Shawal

00.05 Tilawat, Seerat Un Nabi, News
01.10 Children's Corner -Quiz seerat Hadhrat Masih-e-Maud AS ®
01.30 Liqa Ma'al Arab, Session No: 15 Rec.14/12/94 ®
02.30 Canadian Horizon
03.05 Urdu Class with Huzoor ®
04.25 Learning Danish Lesson no.7
04.50 Children's Class with Huzoor ®
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.10 Children's Corner, Quiz Seerat Hdhrat Masih Maud AS ®
07.25 Friday Sermon by Huzur,Rec.22/01/99®
08.30 Q & A session with Huzoor Rec.15/11/98
09.50 Liqa Ma'al Arab with Huzoor, Session: 15 Rec.14/12/94 ®
10.50 Urdu Class with Huzoor
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Chinese Lesson no.110
13.15 Indonesian Hour: Dars Quran, Munirue Islam, more.....
14.15 Bengali Service – Blessing of Khilafat, Youth Fair '98
15.15 Mulaqat with English speaking friends Rec.18/06/95
16.20 Liqa Ma'al Arab, Session: 15 Rec.14/12/94 ®
17.10 Albanian Programme with Ata'ul Kaleem Sahib,
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.40 Urdu Class with Huzoor
20.00 German Service
21.00 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ashar, Part 8
21.25 Dars ul Quran by Huzoor Rec: 21/01/98
23.00 MTA Variety Speech by Sayyed Qamar Suleman Ahmad
23.25 Learning Chinese Lesson no.110

### Monday 25th January 1999 — 7 Shawal

00.05 Tilawat, Darsul Malfoozat, News
00.50 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ishar, Part 6
01.15 MTA USA Productions
01.50 MTA Variety
02.15 Liqa Ma'al Arab, Session No:16 Rec.21/12/94
03.20 Urdu Class with Huzoor
04.25 Learning Chinese Lesson no.110
04.55 Mulaqat with Huzoor (English) Rec.18/06/95
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ishar, Part 8 ®
07.20 Dars ul Quran by Huzoor Rec.21/01/98
08.45 Liqa Ma'al Arab:
Session No.16 Rec.21/12/94 ®
09.45 Urdu Class with Huzoor ®
11.05 MTA Sports
11.30 MTA Variety
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Norwegian Lesson no.85
13.15 Indonesian Hour:
Tilawat, Batikcrbn, more.....
14.15 Bengali Service: Address bu National Ameer sb., more......
15.15 Homeopathy Class with Huzoor
16.25 Liqa Ma'al Arab Session No. 16 Rec.21/12/94
17.25 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.25 Urdu Class No.321 with Huzoor
19.45 German Service
20.45 Children's Corner
Children's workshop No.6
21.15 Quiz on Rohani Khazaine No.13
21.50 MTA Variety
22.20 Homeopathy Class with Huzoor
23.25 Learning Norwegian Lesson no.85

### Tuesday 26th January 1999 — 8 Shawal

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Corner
Children's workshop no.6 ®
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 16 Rec.20/12/94 ®
02.35 MTA Sports
03.05 Urdu Class No.321 with Huzoor ®
04.10 Learning Norwegian Lesson no.85
04.50 Homeopathy Class with Huzoor
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner
Children's workshop No.6
07.20 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 25/07/97
08.25 Quiz Rohani Khazaine No.13
08.55 Liqa Ma'al Arab, Session No: 16 Rec.20/12/94 ®
10.05 Urdu Class with Huzoor ®
11.10 Medical Matters
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French Lesson no.19
13.10 Indonesian Hour
14.10 Bengali Service: Obedience to Nazam-e-Jamat
15.10 Tarjumatul Quran class with Huzoor
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.16 Rec.21/12/94 ®
17.20 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class No.322 with Huzoor
19.45 German Service
20.50 Children's Corner:
Yassarnal Quran Class, No.54
21.40 Hamari Kaenat No.153
22.05 Tarjumatul Quran Class with Huzoor
22.10 Learning French Lesson no.19 ®

### Wednesday 27th January 1999 — 9 Shawal

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.50 Children's Corner-
Yassarnal Quran Class No: 54 ®
01.10 Liqa Ma'al Arab, Session: 17 Rec:21/12/94®
02.15 Children's Programme
02.45 Urdu Class No.322 with Huzoor ®
04.00 Learning French Lesson no.19
04.50 Tarjumatul Quran Class with Huzoor
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.55 Children's Corner –
Yassarnal Quran Class No: 54 ®
07.15 Swahili Programme Friday Sermon Rec.26/01/96
08.35 Hamari kaenat no.153
09.05 Liqa Ma'al Arab No: 17, Rec: 21/12/94 ®
10.05 Urdu Class No.322 with Huzoor ®
11.20 Durr-e-Sameen
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning German Lesson no.4
13.05 Indonesian Hour
14.05 Bengali Service Friday Sermon of 03/07/98 by Huzoor
15.10 Tarjumatul Quran class with Huzoor
16.20 Liqa Ma'al Arab, Session No: 17 Rec: 21/12/94
17.20 French Programme
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class No.323 with Huzoor
19.35 German Service
20.35 Children's Corner
21.05 Al-Maidah
21.25 Lajna Programme
22.20 Tarjumatul Quran class with Huzoor ®
23.25 Learning German Lesson no.4

### Thursday 28th January 1999 — 10 Shawal

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.55 Children's Corner ®
01.25 Liqa Ma'al Arab, Session No: 19
02.25 Durr-e-Sameen
03.05 Urdu Class No.323 with Huzoor ®
04.20 Learning German Lesson no.4
04.50 Tarjumatul Quran class with Huzoor ®
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner ®
07.15 Sindhi Programme - Friday Sermon by Huzur Rec.20/06/97
08.35 Al-maidah
08.50 Liqa Ma'al Arab, Session No: 19 Rec:28 /12/94 ®
10.05 Urdu Class No.323 with Huzoor ®
11.20 Quiz programme, History of Ahmadiyyat
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic Lesson no.25
13.00 Indonesian Hour
14.0 Bengali Service: Q & A session with Huzoor Rec.23/10/94
15.10 Homeopathy Class with Huzoor,
16.15 Liqa Ma'al Arab, Session No. 19
17.35 Swedish programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.15 Urdu Class No.324 with Huzoor
19.20 German Service
20.20 Children's Corner, Quran Class No: 56
20.35 Majlis-e-Irfan Rec.18/02/84
22.14 Homeopathy Class with Huzoor
23.15 Learning Arabic Lesson no.25
23.35 Shajray Phul



Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
*English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,*
Prepared by the MTA Scheduling Department.

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)



ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095



Vol. 6 Friday, January 22, 1999 No. 4


## حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

### یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے والے بہتر فرقے

دیوبندی عالم مولوی احمد علی، لاہور (جنہیں "شیخ التفسیر" اور "امام الاولیاء" کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے) کاایک غور طلب بیان:

"برادران اسلام! سیدالمرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کاارشاد ہے "لتتبعن سنن من قبلکم شِبْراً بشِبْرٍوَذِرَاعاً بذراع"۔ اے مسلمانو! تم پہلوں کے طریقوں کی بالشت کے بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ کی ضرور تابعداری کروگے۔

دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ آپ کی امت میں سے جو بہتر فرقے پہلوں یعنی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے وہ سب دوزخ میں جائیں گے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہر عالم اور ہر پیر کے پیچھے نہ لگنے پائیں بلکہ فقط اس عالم کے سامنے زانوئے ادب طے کریں جو ہمیں کتاب و سنت کی تعلیم دے اور فقط اس پیر کو اپنا مقتدا بنائیں جو کتاب و سنت کا پورا پابند ہو۔ اور ہمیں اس کی صحبت میں رہ کر شریعت کی پابندی کی توفیق ہو۔ اور اگر ہم شریعت کی خلاف ورزی کریں تو وہ فوراً ہم پر گرفت کرے۔ ورنہ جو صوفی شریعت کے مخالف ہو وہ خواہ آسمان پر اڑتا ہوا آئے، لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے، قبلہ عالم کہلائے مگر ہمیں اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے وَمَا علینا الاّ البلاغ.

(ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور ۲۳/ تا ۳۰ جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۸)

**کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ دیوبندی حضرات ان بہتّر فرقوں سے کنارہ کش ہو کر اس تہترویں اور ناجی جماعت میں شامل ہو جائیں جسے ان سب فرقوں نے آگ لگا کر الگ کر دیا ہے۔**

### پاکستانی دستور اور پاکستانی قوم

"تحریک خلافت پاکستان" کے ترجمان "ندائے خلافت" (مورخہ ۱۴ تا ۲۰ اگست ۱۹۹۷ء صفحہ ۳) کاایک شذرہ:

دستور پاکستان میں شامل ہر اسلامی دفعہ کے ساتھ اس کے "تریاق" کے طور پر ایسی دفعات اور شقیں بھی کمال مہارت سے شامل کر دی گئیں کہ دیگر اسلامی دفعات کے ساتھ ساتھ قرارداد مقاصد بھی بالکل غیر مؤثر بلکہ کالعدم ہو کر رہ جائے۔ چنانچہ پاکستان کا موجودہ دستور اس اعتبار سے چوں چوں کا مربہ اور منافقت کا پلندہ ہے۔

ہمارا یہ طرز عمل آیت قرآنی "یخدعون الله والذین امنوا وما یخدعون الاانفسھم وما یشعرون" (ترجمہ: یہ لوگ دھوکہ دینا چاہتے ہیں اللہ کو اور اہل ایمان کو، جبکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ وہ دھوکہ نہیں دے رہے مگر صرف اپنے آپ کو اور انہیں اس کا شعور حاصل نہیں۔ البقرہ آیت ۹) کے مصداق ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پچھلے پچاس سالوں میں دنیا کی متعدد دیگر اقوام تو ترقی کے زینے عبور کرتی کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہیں۔ اور ع "ایک ہیں ہم کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ!"۔ گزشتہ پچاس سالوں میں ہمارے یہاں قومی سطح کا ہر ادارہ بتدریج زوال کی طرف بڑھتا ہوا آج تباہی کے آخری کنارے تک پہنچ چکا ہے۔ پچاس سال قبل وجود میں آنے والی ایک پاکستانی قوم آج متعدد علاقائی، لسانی اور نسلی عصبیتوں اور قومیتوں میں بٹ کر باہم دگر برسر پیکار ہے۔ اقتصادی و معاشی لحاظ سے ہم دیوالیہ ہو چکے ہیں اور اپنی ناگزیر ضروریات کی فراہمی کے لئے بھی منت خوشامد کر کے قرض حاصل کرنے اور بھیک مانگنے پر مجبور ہیں، گویا ہم من حیث القوم آج دوسروں کے ٹکڑوں پر پل کر زندہ ہیں"۔

### روسی مسجد میں مولویوں کی تصاویر

ملا یوسف لدھیانوی صاحب اور ان کے ہم مشرب علماء مثلاً انور شاہ کاشمیری، حسین احمد مدنی، مولوی احمد علی لاہوری اور مفتی محمد شفیع کے نزدیک تصویر کھنچوانا حرام ہے۔ (رسائل یوسفی صفحہ ۳۵۱، ۳۵۲۔ ناشر مکتبہ لدھیانوی کراچی)

اس کے برعکس دوسرے کثیر دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، مودودی اور شیعہ علماء فوٹو کے اس قدر شائق ہیں کہ بقول جناب کوثر نیازی "جب تک پریس کانفرنس میں فوٹوگرافر نہ پہنچ جائیں حضرت مولانا صاحب لب کشا نہیں ہوتے"۔ (ایضاً صفحہ ۳۵۱)

جناب امیر حمزہ نے چند سال قبل روس کا دورہ کیا تو یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے کہ خانہ خدا میں مولویوں کی تصاویر آویزاں تھیں۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

"اب ہم استراخان کی مرکزی اور سب سے خوبصورت مسجد میں گئے تو اس کے اندرونی دروازے پر روس کے مفتیوں اور مولویوں کی تصاویر ایک فریم میں لٹکی ہوئی تھیں۔ یہ تصاویر دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی اور اس سے بڑھ کر یہ حیرانی کہ سب نے کوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے ساتھ ٹائی لگا رکھی تھی جو کہ صلیب کا نشان ہے اور ہر عیسائی اسے گلے میں خوب کس کر ڈالتا ہے۔ یہ صاحب تصویر حضرات داڑھی منڈے تھے۔ چند ایک کی تھیں اور وہ بھی بے انتہائی چھوٹی"۔

(اخبار "نوائے وقت" لاہور جمعہ میگزین ۱۷/ دسمبر ۱۹۹۳ء صفحہ ۱۲)

☆......☆......☆

## جماعت احمدیہ نائجیریا کے
## جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

جماعت احمدیہ نائجیریا کا جلسہ سالانہ ۱۱/ تا ۱۳/ دسمبر ۱۹۹۸ء جامعہ احمدیہ الارو (Ilaro) میں بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد ساڑھے سولہ ہزار سے زائد تھی۔

جلسہ گاہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ مردانہ جلسہ گاہ۔ زنانہ جلسہ گاہ۔ جلسہ گاہ برائے اطفال اور جلسہ گاہ برائے ناصرات۔

جلسہ کی چند اہم تقاریر کے موضوع یہ تھے۔ حضور ایدہ اللہ کی تازہ کتاب Revelation, Rationality, Knowledge & truth، جماعت احمدیہ کا ماضی، حال اور مستقبل، اسلام ہی دنیا کے مسائل کا حل ہے۔ وغیرہ

رہائش اور کھانے کا انتظام تسلی بخش تھا۔ کھانے کے لحاظ سے جماعتوں کو سرکٹ میں تقسیم کیا گیا تھا۔ سرکٹ چیئرمین اپنے مہمانوں میں کھانا تقسیم کرنے کا ذمہ دار تھا۔

جلسہ میں مقامی اہم شخصیات ریٹائرڈ میجر جنرل S.A.Balogun جو Ogun State کے ملٹری گورنر رہ چکے ہیں۔ پیراماؤنٹ چیف آف Yewa Land، چیف امام آف Uni.of Agric, Abeokuta نے بھی شرکت کی۔

تقاریر کے علاوہ مجالس سوال و جواب، تہجد، درس اور ویڈیو پر تبلیغی و تربیتی پروگرام بھی ہوئے۔ جلسہ سالانہ پر نمائش کا بھی انتظام تھا جو لوگوں کے لئے دلچسپی کا موجب رہا۔ کثیر تعداد میں نو مبایعین کے علاوہ غیر احمدی بھی کافی تعداد میں شامل ہوئے۔

(رپورٹ مرسلہ: حبیب احمد،
مشنری انچارج نائجیریا)

## رپورٹ سالانہ اجتماع انصاراللہ آسٹریلیا

مجلس انصاراللہ آسٹریلیا کا سالانہ اجتماع ۱۲ اور ۱۳ دسمبر ۱۹۹۸ء کو مسجد بیت الہدیٰ سڈنی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں پہلی بار ملبورن، برسبن اور کینبرا سے نمائندگان شامل ہوئے تھے۔ فجی کی جماعت کے دو مخلص افراد ماسٹر محمد حسین صاحب سابق مبلغ اور محترم محبوب یوسف خان صاحب سابق نائب امیر فجی اور متعدد خدام نے بھی پورے پروگرام میں شرکت فرمائی اور یوں اجتماع ماشاء اللہ خاصہ بارونق ہو گیا۔ نیز شرکاء میں دو یورپین نژاد نو مسلم بھی شامل تھے۔ الحمدللہ

اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم خلیل شیخ صاحب صدر انصاراللہ نے عہد دہرایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد محترم صدر صاحب نے شرکاء اجتماع کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور خوش آمدید کہا۔ پھر آپ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا حالیہ خطبہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ اب وہ ایسی تقریبات پر پیغام نہیں بھیجتے لیکن حضور نے اجتماع کے پروگرام پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا اور اس کی کامیابی اور بابرکت ہونے کے لئے دعا کی تھی۔

اجتماع کا ایک حصہ تلقین عمل پر مشتمل تھا جس میں انصار صاحبان کو ان کی ذمہ داریوں جو بالخصوص تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے میدان میں ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ مقررین میں محترم مولانا محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا، مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب مبلغ ملبورن، محترم عبداللطیف مقبول صاحب برسبین، چوہدری محمد سرور صاحب ملبورن اور خاکسار خالد سیف اللہ (نائب امیر و نائب صدر انصاراللہ) شامل تھے۔ مجلس انصاراللہ جرمنی کی رپورٹ کارگزاری جو اُن کے بلیٹن منسلکہ الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہوئی تھی کا خلاصہ پیش کر کے دوستوں کو بتایا گیا کہ ہم کو بھی ان خطوط پر کام کرنا چاہئے۔ اگلے سال کے


باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں


معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔